حضرت مسیح موعود نمبر

16th AMAN 1351 H.S.
16th MARCH 1972

زرِ اشتراک
سالانہ ۱۰ روپے
ممالک غیر ۳۰ روپے

ہفت روزہ بدر قادیان

... تبلیغی، تعلیمی، تربیتی ترجمان

جلد - ۲۱ = شمارہ - ۱۱

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

شبیہ مبارک حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام

مدیر مسئول
محمد حفیظ بقاپوری
اسسٹنٹ ایڈیٹر
خورشید احمد انور

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۶ ر امان ۱۳۵۱ ہش

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا
یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کا یہ دعویٰ تھا کہ دُنیا کی رُوحانی اصلاح کے لئے انہیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے مبعوث کیا گیا ہے۔ آپ ہی وہ مہدی اور مسیح ہیں جس کے آخری زمانہ میں نزول و ظہور کی خبر مقدس بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم نے تیرہ سو سال پہلے دی۔ نیز اسلام کا موعود ہونے کے ساتھ دیگر اقوامِ عالم کے بھی آپ ہی موعود ہیں جس کی خبریں ہزاروں ہزار سال پہلے ان سب اقوام کی کتابوں میں موجود چلی آتی ہیں۔

مختلف وقتوں اور مختلف علاقوں اور ملکوں میں ظاہر ہونے والے ایسے برگزیدہ افراد نے اپنے اپنے رنگ میں جو کچھ تفصیلات اس موعود کی ذات سے متعلق یا اُس کے زمانۂ ظہور کی نسبت بیان کی ہیں۔ ان سب کے یکجائی مطالعہ سے موجودہ زمانہ کے حالات و واقعات کا پورا پورا نقشہ ہمارے سامنے آجاتا ہے۔ ایک بزرگ نے کسی ایک علامت کو بیان کیا تو دوسرے نے دوسری علامت پر روشنی ڈالی۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ باوجود بُعدِ زمانی و بُعدِ مکانی اور اختلافِ السنہ کے سب کے بیانات کی قدرِ مشترک وہی ہے جو اسلامی کتب میں یا ویدک دھرم، یا یہودیت و نصرانیت میں آنے والے موعود کا زمانہ اور اسکی شخصیت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ تفصیلات کی تو یہاں گنجائش نہیں۔ صرف اس قدر اشارہ ہی کافی ہے کہ سب نے زمانہ کے فساد و بگاڑ۔ لوگوں کا دُنیا کی طرف مائل ہوکر روحانیت سے بے بہرہ ہوجانا۔ انسانیت سوز کردار کا خوگر ہوکر حیوانیت کے زیادہ قریب ہوجانے کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ ایسی بات ہے جس سے کسی کو بھی مجالِ انکار نہیں۔ زمانہ کی ابتر حالت سے ہر شخص ہی اس وقت نالاں ہے۔ اخبارات میں اس کا چرچا عام ہے۔ اخبار "پرتاپ" جالندھر مجریہ ۲۷ر فروری ۱۹۷۲ء میں شائع شدہ ایک نظم بعنوان: "اُف آدمی میں خوئے شرافت نہیں رہی" کے چند اشعار بطور نمونہ ملاحظہ ہوں ؎

دُنیا میں اب خلوص کی قیمت نہیں رہی
اب آدمی میں خوئے مروّت نہیں رہی

ہر آدمی میں خواہشِ آرام بڑھ گئی
محنت سے کام کرنے کی عادت نہیں رہی

بدنام اُس کے نام کو ہم کر رہے ہیں آج
افسوس ہے کِسی میں محبّت نہیں رہی

ہے دَور دورہ مکر و ریا و فریب کا
اُف آدمی میں خوئے شرافت نہیں رہی

ہر اک طرف ہے جھوٹ ہی کا بول بالا آج
بزمِ جہاں میں قدرِ صداقت نہیں رہی

اخلاق کی حُدود سے سب ہی گذر گئے
دُنیا میں اب کسی سے عقیدت نہیں رہی

اور پھر ان سب کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ فساد زدہ زمانہ کی ایسی ابتر حالت سے نجات دلانے کے لئے مصلحِ ربانی کی ہی ضرورت ہے۔ اور ہر مذہب میں اپنے اپنے رنگ میں ایسے ربانی مصلح کے ذریعہ دنیا کی اصلاح وابستہ قرار دی ہے۔

اس موقعہ پر یہ بات بھی خاص طور پر قابلِ لحاظ ہے کہ موجودہ زمانہ میں سائنسی ایجادات اور ٹیکنالوجی کی محیّر العقول ترقیات کے نتیجہ میں ہزاروں اور لاکھوں مربع میلوں میں پھیلی اور عظیم براعظموں میں بٹی ہوئی دنیا کے درمیانی فاصلے ختم ہوکر ایک دوسرے کے اس طرح قریب ہوگئی ہے کہ گویا ایک شہر یا شہر کا بھی ایک محلہ بن گئی ہے۔ ایسی حالت میں ضروری تھا کہ روحانی لحاظ سے بھی دُنیا الگ الگ نہ رہے بلکہ اس پہلو سے بھی ان کو اکٹھا کر دیا جائے۔ اس کی یہی صورت ہے کہ ایک ہی روحانی وجود کے ہاتھ پر سب اقوام کا اجتماع ہو اور باہمی غیریّت ختم ہو کر سب لوگ ایک ہی مشترکہ گھاٹ پر

اَخبارِ احمدیہ

لنڈن ۸ ر امان (مارچ)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۲ ر امان کی رپورٹ مظہر ہے کہ:-

حضور کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدُ للہ۔

قادیان ۱۳ ر امان۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہُ اللہ تعالےٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالےٰ خیریت سے ہیں۔ الحمدُ للہ۔

★ —— حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل مع جملہ درویشان بفضلہ تعالےٰ خیریت سے ہیں۔

قادیان ۱۳ ر امان۔ افسوس پرسوں ۱۱ ر مارچ کو ۴½ بجے صبح بابا محمد اسماعیل صاحب درویش لمبی علالت کے بعد وفات پاگئے۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔ بعد نمازِ عصر احاطہ لنگر خانہ میں حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل نے درویشان کی بھاری تعداد سمیت نمازِ جنازہ ادا کی اور موصی ہونے کے سبب مرحوم کو بہشتی مقبرہ میں سپردِ خاک کیا گیا۔ قبر کی تیاری پر حضرت بھائی اللہ دین صاحب صحابی درویش نے دُعا کرائی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم بابا صاحب کے درجات بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے آمین ❊

تبع ہوں اور ایک ہی ساقی کے ہاتھ سے سب کے سب پیار و محبت کے جام نوش کریں۔ اور ایک ہی وجود میں اپنے موعود کا مشاہدہ کریں۔

رہا یہ سوال کہ جمیع اقوامِ عالم کا یہ موعود کس جامہ میں ظاہر ہو تو واضح ہو کہ اسلامی جامہ میں۔ اس لئے کہ اسلام وہ مذہب ہے جو اگرچہ جملہ دیگر مذاہب کے آخر میں آیا لیکن تمام مذاہب کا مجموعہ اور ان سب کا گویا نچوڑ ہے۔ اسلام قبول کر لینے سے کسی بھی مذہب کو اصولاً چھوڑنا نہیں پڑتا۔ اور نہ ہی کسی مذہبی پیشوا اور برگزیدہ شخصیت کی نا قدر دانی ہوتی ہے۔ بلکہ اسلام کی بنیادی تعلیم کی رُو سے حقیقی مسلمان وہی ہے جو سب نبیوں کو مانے۔ پس موعود اقوامِ عالم کا اسلامی جامہ میں ظاہر ہونا تمام مذاہب کی نمائندگی کے مترادف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا خادم اور اُمّتی ہوتے ہوئے موعود اقوامِ عالم ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور جمیع اقوامِ عالم کو یکساں طور پر پریم اور محبت کے ساتھ خالق و مالکِ حقیقی کی طرف دعوت دی اور فرمایا:-

"میں بکمال ادب و انکسار حضرات علماء مسلمانان و علماء عیسائیان و پنڈتان ہندوان و آریان یہ اشتہار بھیجتا ہوں اور اطلاع دیتا ہوں کہ مَیں اخلاقی و اعتقادی و ایمانی کمزوریوں اور غلطیوں کی اصلاح کے لئے دُنیا میں بھیجا گیا ہوں .... مَیں مامور ہوں کہ جہاں تک مجھ سے ہوسکے ان تمام غلطیوں کو مسلمانوں سے دُور کردوں اور پاک اخلاق اور بُردباری اور حلم اور انصاف اور راستبازی کی راہوں کی طرف ان کو بُلاؤں میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دُنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ مَیں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ مَیں صرف اُن باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعمل اور ناانصافی اور بد اخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔"

(اربعین ص۲)

اسی طرح آپ نے فرمایا:-

"یاد رہے کہ جو شخص اُترنے والا تھا وہ عین وقت پر اُتر آیا اور آج تمام نوشتے پورے ہوگئے۔ تمام نبیوں کی کتابیں اسی زمانے کا حوالہ دیتی ہیں .... اب ان تمام نشانوں کے بعد جو مجھے ردّ کرتا ہے وہ مجھے نہیں بلکہ تمام نبیوں کو ردّ کرتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ سے جنگ کر رہا ہے۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے بہتر تھا۔"

(تذکرۃ الشہادتین ص۲۲)

جیسا کہ حضور نے تحریر فرمایا آپ کی صداقت کے لئے صدہا قسم کے نشان ظاہر ہوئے کچھ زمین سے اور کچھ آسمان سے۔ اور ایسے عظیم الشان کہ جن میں نہ انسانی تدبیر کا دخل تھا اور نہ انسانی اختیار کہ ایسے نشان ظاہر کر سکے۔ منجملہ ایسے آسمانی نشانات کے سورج اور چاند کے وہ تاریخی گرہن ہیں جو مہدی معہود کے زمانہ میں ظاہر ہوئے جن کی نسبت تیرہ سو سال پہلے مقدس بانیٔ اسلام صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صاف لفظوں میں بطور پیشگوئی فرمایا تھا کہ:-

ہمارے مہدی کے دو نشان ہیں۔ اور یہ نشان آسمان و زمین کی پیدائش کے وقت سے لیکر اب تک کبھی اس طور پر ظاہر نہیں ہوئے۔ ایک یہ کہ اس کے زمانہ میں ماہِ رمضان میں چاند گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات کو چاند گرہن ہوگا اور دوسرا یہ کہ سورج گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ میں سورج گرہن ہوگا۔

چنانچہ یہ دونوں آسمانی نشان ۱۸۹۴ء میں رمضان کے مہینہ میں بالکل اُسی طرح لگے جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے تھے۔ یعنی رمضان کی تیرہویں رات چاند گرہن ہُوا اور اسی رمضان کی جب ۲۸ تاریخ آئی تو دن کے وقت سورج کو گرہن لگا۔

آسمان پر ظاہر ہونے والے ان دونوں قسم کے نشانات نے ایک طرف حضرت مہدی علیہ السلام کی صداقت کی گواہی دی تو دوسری طرف یہی گواہی خود بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلّم کی صداقت کا عظیم الشان نشان بھی بنی جن کی طرف سے تیرہ سو سال پہلے کی بتائی ہوئی بات لفظ بلفظ پوری ہوئی۔ پس مبارک ہے وہ شخص جو ان باتوں پر غور کرتا ہے اور خدا کے نمائندہ کی دعوت کو قبول کرتا ہے اور یہی راز ہے جسے سورج اور چاند نے آسمان پر کھول دیا —— !!

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ ❊

ملفوظات

وہ خدا جو تمام نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا وہی قادر قدّوس خدا میرے پر تجلّی فرما ہوا ہے

اُس نے مجھ سے باتیں کیں اور فرمایا کہ وہ اعلیٰ وجود جس کی پرستش کیلئے تمام نبی بھیجے گئے، مَیں ہوں

میرا کام یہ ہے کہ آسمانی نشانوں کے ساتھ خدائی توحید دُنیا میں دوبارہ قائم کروں

ارشادِ عالیہ حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام

"محمد مہدی ہونے کی حیثیت سے میرا کام یہ ہے کہ آسمانی نشانوں کے ساتھ خدائی توحید دُنیا میں دوبارہ قائم کروں کیونکہ ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے محض آسمانی نشان دکھلا کر خدائی عظمت اور طاقت اور قدرت عرب کے بُت پرستوں کے دلوں میں قائم کی تھی۔ سو ایسا ہی مجھے رُوح القدس سے مدد دی گئی ہے۔ وہ خدا جو تمام نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ پر مقام طُور ظاہر ہوا اور حضرت مسیحؑ پر شعیر کے پہاڑ پر طلوع فرمایا اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر فاران کے پہاڑ پر چمکا۔ وہی قادر قدّوس خدا میرے پر تجلّی فرما ہوا ہے۔ اس نے مجھ سے باتیں کیں اور مجھے فرمایا کہ وہ اعلیٰ وجود جس کی پرستش کے لئے تمام نبی بھیجے گئے، مَیں ہوں۔ مَیں اکیلا خالق اور مالک ہوں اور کوئی میرا شریک نہیں اور مَیں پیدا ہونے اور مرنے سے پاک ہوں۔ اور میرے پر ظاہر کیا گیا کہ جو کچھ مسیح کی نسبت دُنیا کے اکثر عیسائیوں کا عقیدہ ہے یعنی تثلیث و کفّارہ وغیرہ یہ سب انسانی غلطیاں ہیں اور حقیقی تعلیم سے انحراف ہے۔ خدا نے اپنی زندہ کلام سے بلاواسطہ مجھے یہ اطلاع دی ہے اور مجھے اُس نے کہا ہے کہ اگر تیرے لئے یہ مشکل پیش آوے کہ لوگ کہیں کہ ہم کیونکر سمجھیں کہ تو خدا کی طرف سے ہے تو انہیں کہہ دے کہ اس پر یہ دلیل کافی ہے کہ اس کے آسمانی نشان میرے گواہ ہیں۔ دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔ پیش از وقت غیب کی باتیں بتلائی جاتی ہیں۔ اور وہ اسرار جن کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں وہ قبل از وقت ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اور دُوسرا یہ نشان ہے کہ اگر کوئی ان باتوں میں مقابلہ کرنا چاہے مثلاً کسی دُعا کا قبول ہونا اور پھر پیش از وقت اس قبولیت کا علم دیئے جانا یا اور غیبی واقعات معلوم ہونا جو انسان کی حدِ علم سے باہر ہیں تو اس مقابلہ میں وہ مغلوب رہے گا۔ گو وہ مشرقی ہو یا مغربی۔ یہ وہ دو نشان ہیں جو مجھ کو دیئے گئے ہیں تا اُن کے ذریعہ سے اُس سچے خدا کی طرف لوگوں کو کھینچوں جو در حقیقت ہماری رُوحوں اور جسموں کا خدا ہے۔ جس کی طرف ایک دن ہر ایک کا سفر ہے۔ یہ سچ ہے کہ وہ مذہب کچھ چیز نہیں جس میں الٰہی طاقت نہیں۔ تمام نبیوں نے سچے مذہب کی یہی نشانی ٹھہرائی ہے کہ اُس میں الٰہی طاقت ہو۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ یہ دونوں نام جو خدا تعالےٰ نے میرے لئے مقرر فرمائے ہیں۔ یہ صرف چند روز سے نہیں ہیں بلکہ میری کتاب براہین احمدیہ میں جس کو شائع کئے قریباً بیس برس گذر گئے یہ دونوں نام خدا تعالےٰ کے الہام میں میرے نسبت ذکر فرمائے گئے ہیں یعنی عیسےٰ مسیح اور محمد مہدی تا مَیں ان دونوں گروہ مسلمان اور عیسائیوں کو وہ پیغام پہنچا دوں جس کا مَیں نے اُوپر ذکر کیا ہے۔ کاش اگر دلوں میں طلب ہوتی اور آخرت کے دن کا خوف ہوتا تو ہر ایک سچائی کے طالب کو یہ موقع دیا گیا تھا کہ وہ مجھ سے تسلّی پاتا۔ سچا مذہب وہ مذہب ہے جو الٰہی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور فوق العادت کاموں سے خدا تعالےٰ کا چہرہ دکھاتا ہے۔ سو مَیں اِس بات کا گواہِ رویت ہُوں کہ ایسا مذہب توحید کا مذہب ہے جو اسلام ہے۔ جس میں مخلوق کو خالق کی جگہ نہیں دی گئی۔"

(ضمیمہ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد۔ صفحہ ۷ تا ۹)

انتخاب اردو منظوم کلام

حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام

مرتبہ خورشید احمد انور

حمد ربّ العالمین

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا — بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا — کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمالِ یار کا
ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف — جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا
چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں — ہر ستارے میں تماشہ ہے تری چمکار کا
تیرے ملنے کیلئے ہم مل گئے ہیں خاک میں — تا مگر درماں ہو کچھ اس ہجر کے آزار کا
ایک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا — جاں گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا
شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر — خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی — ہمسر نہیں ہے اس کا کوئی نہ کوئی ثانی
باقی وہی ہمیشہ غیر اس کے سب ہیں فانی — غیروں سے دل لگانا جھوٹی ہے سب کہانی
سب غیر ہیں وہی ہے اک دل کا یار جانی — دل میں مرے یہی ہے سُبحان من یّرانی
ہے پاک پاک قدرت عظمت ہے اس کی عظمت — لرزاں ہیں اہل قربت کرّوبیوں پہ ہیبت
ہے عام اس کی رحمت کیونکر ہو شکر نعمت — ہم سب ہیں اس کی صنعت اس سے کرو محبت
غیروں سے کرنا الفت کب چاہے اس کی غیرت — یہ روز کر مبارک سُبحان من یّرانی

تجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے — کہ تو نے کام سب میرے سنوارے
ترے احساں مرے سر پر ہیں بھارے — چمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے
گڑھے میں تو نے سب دشمن اتارے — ہمارے کر دیئے اونچے منارے
مقابل پر مرے یہ لوگ ہارے — کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے
شریروں پہ پڑے ان کے شرارے — نہ ان سے رک سکے مقصد ہمارے
انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی — فَسُبحانَ الَّذِی اَخزَی الاَعَادِی

مناجات

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار — اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار
کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس — وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار
کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں — ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار
یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند — ورنہ درگاہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار
میں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف — پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار
میں بھی ہوں تیرے نشانوں سے جہاں میں اک نشاں — جس کو تو نے کر دیا ہے قوم و دیں کا افتخار

درسِ توحید

وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دل لگاتے ہو — جو کچھ بتوں میں پاتے ہو اُس میں وہ کیا نہیں
سورج پہ غور کر کے نہ پائی وہ روشنی — جب چاند کو بھی دیکھا تو اُس یار سا نہیں
واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے — سب موت کا شکار ہیں اس کو فنا نہیں
سب خیر ہے اسی میں کہ اس سے لگاؤ دل — ڈھونڈو اسی کو یارو بتوں میں وفا نہیں
اس جائے پُرعذاب سے کیوں دل لگاتے ہو — دوزخ ہے یہ مقام یہ بستاں سرا نہیں

تعلق باللہ

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولا سے گندوں کو — کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو
وہی اس کے مقرب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں — نہیں رہ اس کی عالی بارگہ تک خودپسندوں کو
یہی تدبیر ہے پیارو کہ مانگو اس سے قربت کو — اسی کے ہاتھ کو ڈھونڈو جلاؤ سب کمندوں کو

نصرتِ الٰہی

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے — جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے
وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خسِ رہ کو اڑاتی ہے — وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
کبھی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے — کبھی ہو کر وہ پانی ان پہ اک طوفان لاتی ہے
غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے — بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

محاسنِ قرآن کریم

ہے شکرِ ربِّ عزّوجل خارج از بیاں — جس کے کلام سے ہمیں اس کا ملا نشاں
وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں — ہوگی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں
اس سے ہمارا پاک دل و سینہ ہو گیا — وہ اپنے منہ کا آپ ہی آئینہ ہو گیا
اس نے درختِ دل کو معارف کا پھل دیا — ہر سینہ شک سے دھو دیا ہر دل بدل دیا
افسردگی جو سینوں میں تھی دور ہو گئی — ظلمت جو تھی دلوں میں وہ سب نور ہو گئی

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے — قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا — بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاکِ رحماں ہے
بہارِ جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں — نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے
کلامِ پاکِ یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز — اگر لولوئے عماں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے
خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو — وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا — پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا — ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا
یا الٰہی ترا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے — جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں — مئے عرفان کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں — پھر جو دیکھا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

امّ الکتاب

اے دوستو جو پڑھتے ہو امّ الکتاب کو — اب دیکھو میری آنکھ سے اس آفتاب کو
سوچو دعائے فاتحہ کو پڑھ کے بار بار — کرتی ہے یہ تمام حقیقت کو آشکار
اس کی قسم ہے جس نے یہ سورۃ اتاری ہے — اس پاک دل پہ جس کی وہ صورت پیاری ہے
یہ میرے ربّ سے میرے لئے اک گواہ ہے — یہ میرے صدق دعویٰ پہ مہرِ الٰہ ہے
میرے مسیح ہونے پہ یہ اک دلیل ہے — میرے لئے یہ شاہدِ ربِّ جلیل ہے
پھر میرے بعد اوروں کی ہے انتظار کیا — توبہ کرو کہ جینے کا ہے اعتبار کیا

عشقِ رسولؐ

مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت — اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام — دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ — تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے
تیری الفت سے ہے معمور مرا ہر ذرّہ — اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے
ہم ہوئے خیرِ امم تجھ سے ہی اے خیرِ رسلؐ — تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے
آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام — مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

شانِ احمد صلے اللہ علیہ وسلم

زندگی بخش جامِ احمدؐ ہے! — کیا ہی پیارا! یہ نامِ احمدؐ ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا — سب سے بڑھ کر مقامِ احمدؐ ہے
باغِ احمدؐ سے ہم نے پھل کھایا — میرا بستاں کلامِ احمدؐ ہے
ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو — اس سے بہتر غلامِ احمدؐ ہے

شانِ اسلام

اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہدیٰ یہی ہے — اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے
مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا — اب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے

باطن سیہ ہیں جن کے اس دیں سے ہیں وہ منکر
پر اے اندھیرے والو دل کا دیا یہی ہے
اسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سورج
پر دیکھتے نہیں ہیں دشمن بلا یہی ہے
ملتی ہے بادشاہی اس دیں سے آسمانی!
اے طالبانِ دولت ظلّ ہما یہی ہے

صداقت اسلام

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے!
لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے
آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے

علامات المقربین

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اُس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب
اُسے دے چکے مال و جاں بار بار
ابھی خوف دل میں ہے کہ ہیں نابکار
لگاتے ہیں دل اپنا اُس پاک سے
وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

وفاتِ مسیح ناصری علیہ السلام

ابنِ مریم مرگیا حق کی قسم!
داخلِ جنت ہُوا وہ محترم
مارتا ہے اس کو فرقاں سربسر
اس کے مرجانے کی دیتا ہے خبر
وہ نہیں باہر رہا اموات سے
ہوگیا ثابت یہ تیس آیات سے
اے عزیزو سوچ کر دیکھو ذرا
موت سے بچتا کوئی دیکھا بھلا
یہ تو رہنے کا نہیں پیارو مکاں
چل بسے سب انبیاء و راستاں

تبلیغ حق

دعوتِ ہر ہرزہ گو کچھ خدمت آساں نہیں
ہر قدم میں کوہِ ماراں ہر گزر میں دشتِ خار
صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوفِ کردگار
حد سے کیوں بڑھتے ہو لوگو کچھ کرو خوفِ خدا
کیا نہیں تم دیکھتے نصرت خدا کی بار بار
جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار
کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار
اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار!

معرفتِ حق

وہ دیں ہی کیا ہے جس میں خدا سے نشاں نہ ہو
تائیدِ حق نہ ہو، مددِ آسماں نہ ہو
مذہب بھی ایک کھیل ہے جب تک یقیں نہیں
جو نور سے تہی ہے خدا سے وہ دیں نہیں
دینِ خدا وہی ہے جو دریائے نور ہے
جو اس سے دور ہے وہ خدا سے بھی دور ہے
دینِ خدا وہی ہے جو ہے وہ خدا نما
کس کام کا وہ دیں جو نہ ہووے گرہ کشا
جن کا یہ دیں نہیں ہے نہیں ان میں کچھ بھی دم
دُنیا سے آگے ایک بھی چلتا نہیں قدم
وہ لوگ جو کہ معرفتِ حق میں خام ہیں!
بُت ترک کرکے پھر بھی بتوں کے غلام ہیں

اظہارِ حق

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدّامِ ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اِس راہ پر قربان ہے
دے چکے دل اب تنِ خاکی رہا
ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

اتمامِ حجت

نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائیگا
ارے اک اور جھوٹوں پر قیامت آنیوالی ہے
یہ کیا عادت ہے کیوں سچی گواہی کو چھپاتا ہے
تری اک روز اے گستاخ شامت آنیوالی ہے
ترے مکروں سے اے جاہل مرا نقصاں نہیں ہرگز
کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنیوالی ہے
اگر تیرا بھی کچھ دیں ہے بدل دے جو میں کہتا ہوں
کہ عزت مجھ کو اور تجھ پر ملامت آنیوالی ہے
بہت بڑھ بڑھ کے باتیں کی ہیں تو نے اور چھپایا حق
مگر یہ یاد رکھ اک دن ندامت آنیوالی ہے
خدا رسوا کریگا تم کو میں اعزاز پاؤں گا!!
سنو اے منکرو! اب یہ کرامت آنیوالی ہے

تبصرہ

کتاب (بزبان انگریزی) EXTRACTS FROM THE HOLY QURAN AND SAYINGS OF THE HOLY PROPHET.

قبولِ احمدیت کے جلد بعد ۱۹۱۵ء میں حضرت سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب رضی اللہ عنہ نے یہ کتاب انگریزی دان طبقہ کے لئے شائع فرمائی تھی۔ اس کو تیرہویں دفعہ آپ کے صاحبزادہ سیٹھ یوسف احمد الٰہ دین صاحب نے شائع کیا۔ جو حضرت سیٹھ صاحب کا انجمن ترقی اسلام کا کام مع اقارب کے جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اس کتاب میں آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ کے ایمانیات اور اعمالِ صالحہ سے متعلق بلحد مفید حصّے شامل کئے گئے ہیں۔ اور اب حضرت سیٹھ صاحب کے نبیرہ محترم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی۔ (اسٹرالوجی شکاگو) ریڈر عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد (آندھرا) کی محنت و کاوش نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا ہے۔ اور اس کی ازدیادِ افادیت کا موجب بنی ہے۔ حافظ صاحب نے مضمون وار عنوانات قائم کئے ہیں اور مرکزِ سلسلہ کی طرف سے شائع شدہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ اور حضرت ملک غلام فرید صاحب کے کئے گئے انگریزی کے تراجم قرآن مجید سے استفادہ کیا ہے۔

طبع نَو انگریزی دان طبقہ اور غیر از جماعت افراد کے لئے بے حد مفید ہے۔ جو انسائیکلوپیڈیا کا رنگ رکھتی ہے۔ توحید و اسماءِ الٰہیہ۔ ردّ تثلیث و شرک۔ عبادت۔ ذکر اللہ۔ محبت و خوفِ الٰہی۔ طاعۃ اللہ و طاعۃ الرسول۔ صبر و استقامت۔ انابت الی اللہ۔ توبہ و استغفار۔ قرآن مجید۔ توکل علی اللہ۔ قرآنی دعائیں۔ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی دعائیں۔ اسلام۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ انفاق فی سبیل اللہ۔ شادی۔ عفت۔ قانونی وراثت۔ اسلامی جہاد۔ مومن۔ کافر۔ منافق۔ حیات بعد الممات۔ یوم حشر۔ اور الٰہی دیدار وغیرہ ضروری مضامین پر قریباً چھ صد صفحات میں ایسی روشنی ڈالی گئی ہے کہ ایک غیر مسلم قاری کا دل بھی پکار اٹھتا ہے کہ ایسی زندگی بخش تعلیم اسلام کے باہر موجود نہیں۔ اور یہی واحد راہِ نجات ہے۔ اور اس کتاب کی افادیت اور عدیم المثال مقبولیت اس امر سے ظاہر ہے کہ حضرت سیٹھ صاحبؓ کی زندگی میں اٹھتیس سال میں بارہ دفعہ زیورِ طبع سے مزیّن ہوئی۔

حضرت سیٹھ صاحبؓ جیسے فانی فی اللہ اور ہمہ تن خدمتِ اعلائے کلمۃ اللہ اور عبادت میں مصروف بزرگ کے قلم سے نکلی ہوئی کتاب ایک پاک تاثیر کی حامل ہے۔ قبولِ احمدیت اور تعلیم قرآن کا پاک اثر آپ کے قلبِ مطہر پر ایسا انقلاب آفریں ہوا کہ جس کے شاہد اغیار تک ہیں۔ اور نہ صرف ملک ہند بلکہ غیر ممالک تک آپ کی یہ اور دیگر تالیفات احمدیت قائم کرنے کا موجب بنتی رہیں اور بن رہی ہیں۔ اس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا وہ مبارک رؤیا آپ اور آپ کی دو نسلوں میں پورا ہوا اور ہو رہا ہے۔ حضورؓ نے سیٹھ صاحب کو ۲۴ر مارچ ۱۹۲۵ء کے مکتوب میں تحریر فرمایا تھا:-

"میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ ایک بڑی عمارت میں بیٹھے ہیں جس کے نیچے بڑا ایک بڑا صحن ہے۔ ایک تخت اس میں بچھا ہے۔ اور آپ اس پر بیٹھے ہیں اور میں نے دیکھا کہ آسمان سے خدا تعالےٰ کی بارش بہ شکلِ نور ہو رہی ہے اور آپ پر گر رہی ہے۔ تب میں نے یقین کر لیا کہ آپ سلسلہ میں داخل ہوں گے اور اللہ تعالےٰ آپ کے وجود کو مفید بنائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور میں اللہ تعالےٰ سے یقین کرتا ہوں کہ وہ اس خواب کو اور بھی زیادہ وضاحت سے آپ کی ذات اور آپ کے خاندان کے ذریعہ پورا کریگا۔"

حاصل کرنے کا پتہ:-

انجمن ترقّی اسلام۔ الٰہ دین بلڈنگ۔ سکندرآباد (آندھرا)

خاکسار: مرزا وسیم احمد ناظر دعوۃ و تبلیغ

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفس کرتی ہے!!

تتمہ پرچہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۳۵۱ ہش

قسط دوئم

ذکرِ حبیب علیہ السلام

از مکرم جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے۔ مؤلف "اصحاب احمدؑ" قادیان

آپؑ کا ایک خادم بالکل جاہل اور اُجڈ تھا، پہاڑیا تھا۔ اس سے بے وقوفی کی باتیں واقع ہوتی معمولی بات تھی۔ اس کا حال اس سے ظاہر ہے، کہ ایک دفعہ مٹی گارے کا کام کر رہا تھا، اسے معلوم ہوا کہ حضورؑ کو مسجد میں بیماری کا دورہ ہوا ہے۔ اس حالت میں کہ اس کے پاؤں کیچڑ سے لت پت تھے مسجد میں چلا آیا جس سے دری اور پاس والوں کے کپڑے خراب ہوئے اور حضورؑ کو دبانے لگا۔ بعض نے اسے کہا کہ تم کس طرح آ گئے۔ تمہارے پاؤں خراب ہیں۔ مگر اُس نے کچھ بھی نہیں سنا۔ حضورؑ نے فرمایا کہ اس کو کیا خبر ہے۔ جو کرتا ہے کرنے دو۔ کچھ حرج نہیں۔ وہ ہمیشہ ایسے کم عقلی کے کام کرتا تھا۔ لیکن حضورؑ نے کبھی اسے نہ ڈانٹا۔ اور نہ دھمکایا۔

(اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ ۳۲۳-۳۲۴)

ایک خادمہ پکڑی گئی کہ اس نے دس پندرہ سیر چاول چرائے ہیں۔ معلوم ہونے پر فرمایا کہ اسے بدنام نہ کرو۔ ضرورت مند ہوگی۔ کچھ چاول اسے دے دو۔

حضرت حکیم فضل دین صاحبؓ بھیروی کے سپرد چھاپہ خانہ کا انتظام حضورؑ نے کیا۔ پہلے جو صاحب مختارِ کل تھے، اب پابندی سے ان کی آزادی میں فرق آیا۔ حکیم صاحبؓ بہت متحمل مزاج اور سیر چشم تھے۔ لیکن جب ان کی چشم پوشی اور رواداری کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور بات اُن کی بردباری کی حد سے باہر ہو گئی۔ تو وہ نہایت افسوس کے ساتھ حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے ماتحت کی بہت سی شکایات کیں اور خیال کیا کہ حضور کسی سخت سزا کا حکم صادر فرمائیں گے۔ لیکن حضور نے رو ٹیپ دسن کہ فرمایا۔ حکیم صاحبؓ! باہلیں مرداں باید ساخت۔ دوسرے بھی تو آدمی ہی ہوں۔ اگر ... اعلیٰ درجہ کے کام کے اہل ہو ... یہ کام ہی کیوں کرتے۔ یہ کئی برسوں سے میرے پاس کام کرتے آئے ہیں۔ آخر کام ہوتا ہی آیا ہے۔ یہ پرانے لوگ ہیں۔ آپ چشم پوشی سے کام لے نباہ کریں۔ اس ارشاد سے حکیم صاحب کے ایمان میں ... ہوئی اور اسی سبق کو انہوں نے عمر بھر نبھایا۔ (ایضاً صفحہ ۳۲۵ تا ۳۲۷)

حضورؑ کے لنگر خانہ میں ایک باورچی کو روٹی پکانے کے کام کے علاوہ خرید و فروخت کا کام بھی کرنا پڑتا تھا۔ اس قدر محنت کام کرنے اور بہت سے آدمیوں سے واسطہ پڑنے کی وجہ سے یہ کوئی انوکھی بات نہ تھی کہ کسی نہ کسی وجہ سے بعض دفعہ کسی کو وہ خوش نہ رکھ سکے۔ حضور کی خدمت میں ان کی شکایت ہوئی۔ یہاں تک کہ بعض بڑے بڑے آدمیوں نے بھی شکایت کی جن کی نسبت یہ وہم بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ اُن کی شکایت بے اثر رہے گی اور یہ نکالے جائیں گے۔ لیکن حضورؑ نے ان شکایتوں کی کبھی پرواہ نہ کی اور درگذر فرمایا اور معاف ہی فرماتے رہے۔

(ایضاً ص ۳۲۸ و ص ۳۲۹)

حضرت مرزا اسمٰعیل بیگ صاحبؓ کو اپنے بچپن سے حضور کا خادم ہونے کا شرف حاصل تھا۔ سناتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ مقدمات کے لئے اپنے والد ماجد کے ارشاد کی تعمیل میں بٹالہ جاتے تھے تو مَیں ساتھ ہوتا تھا۔ قادیان سے روانہ ہوتے وقت حضورؑ مجھے گھوڑے پر سوار کر دیتے اور خود پیدل چلتے۔ مَیں بار بار انکار کرتا اور عرض کرتا کہ حضور مجھے شرم آتی ہے۔ حضور فرماتے کہ کیوں؟ تمہیں گھوڑے پر سوار ہونے سے شرم آتی ہے۔ ہم کو پیدل چلنے میں شرم نہیں آتی۔ قادیان و بٹالہ کے مابین سفر میں حضور پہلے مجھے سوار کرتے۔ اس طرح باری باری ہم سوار ہوتے اور سفر طے کرتے تھے۔

(ایضاً ص ۳۲۵ و ص ۳۳۶)

حضورؑ کے ایک کاتب امرتسر کے تھے۔ اُن کی تنخواہ کے علاوہ خوراک وغیرہ کا خرچ بھی حضورؑ اُن کو دیتے تھے۔ باوجود اس کے وہ کھانا بھی حضورؑ کے ہاں سے لیتا اور کپڑے اور بستر اور رضائی اور گرم کوٹ بھی لے لیتا۔ یہ سب کچھ سمجھتے ہوئے بھی حضور یہ سب کچھ برداشت کرتے۔ حالانکہ اور کاتب بھی مل سکتے تھے۔

(ایضاً ص ۳۲۷ و ص ۳۲۸)

ایک عرصۂ دراز تک حضورؑ کے لنگر کے داروغہ ایک ایسے صاحب رہے، جو زیادہ تعلیم نہیں رکھتے تھے۔ اور ان کی زبان بھی ہر ایک کو آسانی سے سمجھ نہیں آتی تھی اور طریق کلام ایسا تھا گویا لڑ جھگڑ رہے ہیں طبیعت تیز اور زبان کرخت تھی۔ کئی دفعہ ایسی شکایتیں پیدا ہوتیں کہ اگر وہ کسی دوسری جگہ ہوتے تو نہ معلوم کس تکلیف اور ذلّت کے ساتھ کام سے الگ کر دیئے جاتے۔ لیکن وہ بہت مخلص۔ جفاکش۔ نیک دل اور حضورؑ کی محبت میں سرشار تھے۔ اور حضورؑ اُن کے اخلاص اور محنت اور محبّت کی قدر کرتے تھے۔ حضور خود کوئی حساب نہ رکھتے تھے۔ بلکہ لنگر کا سارا حساب انہی کے سپرد تھا۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ جو بہت غور و فکر کے مالک تھے اور گھر کے ایک حصّہ میں ہی رہتے تھے اپنی "سیرۃ مسیح موعودؑ" میں بیان کرتے ہیں کہ گاؤں کے بہت ہی گمنام اور پست ہمّت اور ادنیٰ فطرت اور ادنے قوم کے نیچ گھر میں خدمت کرتے ہیں اور بہت سے روپیہ کے سودے لاتے ہیں۔ اور بارہا لاہور جاتے اور ضروری اشیاء خرید لاتے ہیں۔ کبھی حضورؑ کی طرف سے گرفت نہیں۔ سختی نہیں۔ بازپرس نہیں۔ خدا جانے حضورؑ کو کیا دل عطا ہوا ہے۔ مَیں نے خاص غور کی۔ تلاش کی۔ نکتہ چین اور تبصرہ نویس کا دل و دماغ لیکر اس نظارہ کا تماشائی بنا ہوں مگر مَیں اعتراف کرتا ہوں کہ میری آنکھ اور کان ہر دفعہ میرے ایمان اور عرفان کو بڑھانے والی بات ہی لائے۔ اتنے دراز عرصہ میں مَیں نے کبھی بھی نہیں سنا کہ اندر تکرار ہو رہی ہے اور کسی شخص سے لین دین کے متعلق بازپرس ہو رہی ہے۔

حضرت عرفانی صاحبؓ رقم فرماتے ہیں کہ حضرت اقدسؑ خدّام کے چھوٹے چھوٹے کام کی ہمیشہ قدر فرماتے اور اُن کی دلجوئی فرماتے۔ اُن کی محنت سے زیادہ اُجرت دیتے۔ جب کتاب کی چھپائی کا کام راتوں کو ہوتا تو چھاپہ خانہ کے عملہ اور کاتب کے لیے دودھ اور دوسری چیزیں خاص توجّہ سے مہیّا فرماتے ان کی غلطیوں کو معاف کرتے اور اُن کی کارگذاری پر نہ صرف خوشی بلکہ شکریہ کا اظہار فرماتے۔ اور انعام دیتے تھے۔ جن لوگوں نے حضورؑ کی کرم فرمائیوں کا لطف اُٹھایا تھا انہیں بعد میں کوئی بھی خوش نہیں کر سکتا تھا۔ اور یہ لوگ حضورؑ کے مبارک زمانہ کو اشکبار آنکھوں سے یاد کرتے تھے۔

(ایضاً ص ۳۳۴ و ص ۳۳۵)

حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ یہاں مدرسہ کے ڈائرکٹر بنا دیئے گئے تھے۔ اور جملہ اختیارات انہی کو حاصل تھے۔ مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹیؓ بھی مدرّس تھے وہ ایک بڑی رخصت پر رہے اور نواب صاحبؓ نے انہیں فارغ کر دیا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئی طرز پہ اُن کو معاف کرنے کی سفارش کی جس میں ایک یہ بات تحریر فرمائی کہ "عفو اور کرم سیرتِ ابرار ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔ یعنی عفو اور درگذر کی عادت ڈالو۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ خدا بھی تمہاری تقصیریں معاف کرے اور خدا تو غفور رحیم ہے۔ پھر تم غفور کیوں نہیں بنتے؟ اس بنا پر اُن کا یہ معاملہ درگذر کے لائق ہے..... ماسوا اس کے چونکہ مَیں ایک مدّت سے آپ کے لئے دُعا کرتا ہوں اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ مَیں ان کے گناہ معاف کرتا ہوں جو لوگوں کے گناہ معاف کرتے ہیں۔ اور یہی میرا تجربہ ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ آپ کی سخت گیری کچھ آپ ہی کی راہ میں سنگِ راہ ہو۔ ایک جگہ مَیں نے دیکھا ہے کہ ایک شخص فوت ہو گیا جس کے اعمال کچھ اچھے نہ تھے۔ اس کو کسی نے خواب میں دیکھا...... اُس نے کہا کہ خدا تعالےٰ نے مجھے بخش دیا اور فرمایا کہ تجھ میں یہ صفت تھی کہ تو لوگوں کے گناہ معاف کیا کرتا تھا اسلئے مَیں تیرے گناہ معاف کرتا ہوں۔ سو میری صلاح یہی ہے کہ آپ اس امر سے درگذر کریں تا آپ کو خدائے تعالیٰ کی جناب میں درگذر کرانے کا موقعہ ملے۔ اسلامی اصول انہی باتوں کو چاہتے ہیں۔"

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم مکتوب نمبر ۵۴)

مساوات کا سبق

بڑے طبقہ کے لوگ جن لوگوں کو اپنے سے ادنیٰ سمجھتے ہیں، ان لوگوں سے کلام نشست و برخاست اور کھانے پینے وغیرہ میں ایسا سلوک کرتے ہیں جن سے اُن کا ادنیٰ اور حقیر ہونا ظاہر ہو۔ کھانے کے وقت ایسے شخص کو اپنے ساتھ بٹھانے سے مضائقہ کریں گے۔ عزّت سے نہیں پکاریں گے۔ حضرت اقدسؑ کا طریق برابری اور عزّت والا تھا۔ مثلاً جن دنوں حضور باہر احباب کے ساتھ کھانا کھاتے تھے تو کبھی یہ امتیاز نہیں کیا کہ کون آپ کے پاس بیٹھا ہے۔ یا اس وجہ سے کسی کو اٹھانا چاہا ہو کہ اس کے کپڑے پھٹے ہوئے ہیں۔ یا اَن پڑھ زمیندار ہے۔ ہر شخص آزادی کے ساتھ جہاں چاہتا بیٹھ جاتا۔ ایک شخص کی عادت تھی کہ اس وقت کود کر

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۵ پر)

جماعتِ احمدیہ کے عقاید اور تعلیمات

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ - حیدر آباد دکن

جماعت احمدیہ کے عقاید و تعلیمات ایک وسیع اور اہم ترین مضمون ہے۔ یہ عقاید و تعلیمات جن میں ایک لا جواب فلسفہ، پُر وقار مشاہدہ، معرفتِ تامّہ اور ایک پُر عظمت نعرۂ انسانیت ملتا ہے دورِ حاضرہ میں خالق و مخلوق کے مابین ایک کامل رابطہ ہیں۔ یہ عقاید و تعلیمات، جن پر آسمان کے سورج چاند ستاروں نے گواہیاں دیں اور زمین کے ذرّات بھی پکار اٹھے ؎

اِسمعوا صوت السّماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

مقصدِ احمدیّت

جماعت احمدیہ کسی نئے مذہب کا نام نہیں بلکہ جماعتِ احمدیہ حقیقی اسلام کو پیش کرتی ہے۔ وہ اسلام جو چودہ سو سال قبل سید الاولین و الآخرین خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قائم ہوا۔ وہ اسلام جس کو مرورِ زمانہ کی وجہ سے مسلمان کہلانے والوں نے پسِ پشت ڈال دیا۔ اور فرقہ در فرقہ ہو کر اس کی حقیقت و عظمت کو بھول گئے اسی اسلام کی تجدید اور نشاۃِ ثانیہ کیلئے الٰہی نوشتوں کے مطابق حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ حضورؑ ایک مقام پر فرماتے ہیں:-

”وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق میں جو کدورت واقع ہو چکی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کروں۔ اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھاؤں۔ اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض قال کے ذریعہ سے ان کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے۔ جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگاؤں اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہوگا جو زمین و آسمان کا خدا ہے“ (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۴۳)

چمکتی ہوئی توحید

جس قدر مذاہب آج ہمیں کرۂ ارض پر دکھائی دیتے ہیں وہ سب کسی نہ کسی رنگ میں خدا تعالیٰ کی ہستی کے قائل ہیں۔ کوئی انسانی جامہ میں خدا تعالیٰ کی ہستی کا قائل۔ کوئی مورتیوں پتھروں درختوں اور دوسری جاندار چیزوں میں خدا کی ہستی کا اقرار کرتا ہے اور کوئی اسے وحدہٗ لاشریک یقین کرتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی ہستی کو درمیان سے ہٹا لیا جائے تو کسی بھی مذہب کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ اس کے باوجود دورِ حاضرہ کی مذہبی دنیا مشرکانہ رسوم سے بُری طرح متاثر ہوئی ہے۔ باقی مذاہب تو مشرکانہ عقاید کے خوگر ہیں ہی، مسلمان توحید پرست ہونے کا دعویٰ کرتے تھے ان میں بھی بالخصوص اہل حدیث اور دیوبندی عقاید رکھنے والے۔ لیکن یہ سب فرقے بھی چمکتی ہوئی توحید سے بالکل تہیدست دکھائی دیتے ہیں۔ کیونکہ غیر احمدی مسلمانوں کے جس قدر فرقے سطحِ زمین پر پائے جاتے ہیں وہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دو ہزار سال سے زندہ بجسدِ عنصری الآن کما کان (غیر متغیر ہستی) یقین کرتے ہیں۔ اور یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے، مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو آنکھیں اور ہاتھ پاؤں بخشتے اور مٹی کے پرندے بنا کر پھونک مارتے تو وہ پرندے قدرتی پرندوں کی طرح اڑنے لگتے اور ان میں مل جل جاتے وغیرہ مافوق البشریت صفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جانب منسوب کر کے چمکتی ہوئی توحید سے بہت دور چلے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں اگر مذہبی دنیا کی سطح سے اٹھ کر دائرۂ نظر و فکر اور وسیع کرتے ہیں اور غیر مذہبی دنیا کو بھی ملاتے ہیں تو ایک اور ہی حقیقت ہمارے سامنے آتی ہے۔ آج دنیا کا ایک حصہ تو خدا تعالیٰ کی ہستی کا ہی انکار کر رہا ہے جس کی نمایندگی کمیونزم کر رہا ہے اور دوسرا حصہ جو خدا کی ہستی کا قائل ہے۔ اس میں عروج عیسائیت کو حاصل ہے۔ جو ایک کمزور انسان کے وجود میں خدا کی ہستی کی قائل ہے۔ اور یہی دونوں اقوام سیاسی اقتصادی اور جنگی آلات کے اعتبار سے تمام دنیا پر حاوی اور نگراں ہیں۔ گویا ظهر الفساد في البرّ والبحر کا نظارہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور ایسا ہی موقع اللہ تعالیٰ کے ماموریں کی بعثت کا ہوتا ہے۔ اس سے احمدیت کے قیام کی عظمت و ضرورت ظاہر و عیاں ہے۔ پس سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بالکل سچ فرمایا ہے کہ

”اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے۔ اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگاؤں“

اعجازِ مسیحا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب اعلامِ الٰہی کے مطابق مسیح و مہدی ہونے کا دعوےٰ دنیا کے سامنے پیش کیا اس وقت مسلمانوں کے تمام فرقے اور عیسائیوں کے سب کے سب فرقے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بجسدِ عنصری زندہ آسمان پر یقین کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نامساعد حالات اور ان دو بڑی قوموں کی شدید ترین مخالفتوں اور مزاحمتوں کے باوجود تن تنہا کھڑے ہو کر وفاتِ مسیح کا نعرہ لگایا۔ اور ہوا کا رُخ بدل دیا۔ اب کیا غیر احمدی مسلمان علماء اور کیا عیسائی پادری اس موضوع پر احمدیوں سے گفتگو کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ یہ ایک پُر عظمت اعجازِ مسیحا ہے جو ایک جانب صداقتِ احمدیت پر برہانِ عظیم اور دوسری جانب اُس خالص اور چمکتی ہوئی توحید کا لاجواب ثبوت ہے جو نابود ہو چکی تھی۔ ع

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

اس سلسلہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک پُر شوکت، معجزانہ اور مایۂ ناز اعلان بھی فرمایا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:-

”یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا..... اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہو گی کہ عیسیٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید و بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے“ (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۵)

قارئینِ کرام! اس اعلانِ عام کے بعد ہر سورج جو طلوع کرتا ہے وہ اس اعلان کی صداقت پر ایک پُر عظمت مہر ثبت کرتا ہے ؎

خدا کے پاک بندوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو اک عالم کو اک عالم دکھاتی ہے

سیّد الانبیاء

جماعت احمدیہ ان تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان رکھتی ہے جو مختلف زمانوں اور اقوام میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق و صداقت کے ساتھ مبعوث ہوتے رہے لیکن ساتھ ہی ساتھ جماعتِ احمدیہ یہ عقیدہ بھی رکھتی ہے کہ ان سب سے افضل سید ولدِ آدم خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

فارسی منظوم کلام میں حضور فرماتے ہیں ؎

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اس عقیدہ کے مقابل پر غیر احمدی علماء حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دو ہزار سال سے آسمان پر بجسدہ العنصری زندہ یقین کر کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے مرتکب ہوتے اور اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھڑکاتے ہیں۔ اس حقیقت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک مقام پر اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ ؎

مسلمانوں پہ تب ادبار آیا
کہ جب تعلیمِ قرآں کو بھلایا
رسولِ حق کو مٹی میں سُلایا
مسیحا کو فلک پر ہے بٹھایا
یہ توہیں کر کے پھل ویسا ہی پایا
اہانت نے انہیں کیا کیا دکھایا
خدا نے پھر تمہیں اب ہے بلایا
کہ سوچو عزتِ خیر البرایا

تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں میں حیاتِ مسیح کا عقیدہ بحیثیتِ قوم جب راسخ ہو گیا تو مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے سزا بھی عیسائیوں کے ہاتھ سے دلوائی۔ اور عیسائیت نے دیکھتے ہی دیکھتے مسلمانوں کی پُر عظمت حکومتیں نہ تیغ کر ڈالیں۔ جماعت احمدیہ اس عقیدہ سید الانبیاء کو ہمیشہ حرزِ جان یقین کرتی اور اسے اسی انداز کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کرتی اور اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتوں اور برکتوں کی وارث بنتی رہتی ہے۔ سیدنا مسیح پاک علیہ السلام ایک مقام پر فرماتے ہیں:-

”عقیدہ کی رُو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے“ (کشتیٔ نوح صفحہ ۱۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک زبردست عشق و فدائیت اور استغراق حاصل تھا اور حضور فنافی الرسول

کے اس بلند مقام پر فائز ہیں کہ جس کی نظیر نہیں ملتی حضور یہ برداشت ہی نہیں کر سکتے تھے کہ کسی نوع کی بھی فضیلت کسی دوسرے کو دی جائے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

بعزت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسماں پر
مدفون ہو زمیں میں شاہِ جہاں ہمارا

اس کے باوجود غیر احمدی علماء کا جماعت احمدیہ پر یہ الزام اور بہتان عظیم کہ ہم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے ایسا ہی ہے جیسا کہ کہتے ہیں کہ "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے"

کلمہ طیبہ

مخالفین احمدیت جہاں اور بے بنیاد باتیں جماعت احمدیہ کی طرف منسوب کرتے ہیں وہاں یہ بھی ایک بے بنیاد بات کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کسی دوسرے کلمہ کا ورد کرتی ہے۔ حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ غیر احمدی علماء نے خود ہی مختلف کلمات گھڑ لئے ہیں جیسے

لا الٰہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ
لا الٰہ الا اللہ موسیٰ کلیم اللہ
لا الٰہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ

وغیرہ۔ نہ صرف یہ کہ یہ کلمات غیر احمدیوں نے خود ہی گھڑ لئے ہیں بلکہ بڑے زور شور کے ساتھ مساجد میں ان کلمات کا ورد بھی کیا جاتا ہے حالانکہ ان کلمات کا ثبوت نہ قرآن کریم اور نہ احادیث نبوی سے ملتا ہے۔ بلکہ یہودیوں اور عیسائیوں کے مذہبی علماء تک ان کلمات سے ناآشنا ہیں نہ ہی ان کی کتب میں اس قسم کے کلمہ جات کا کوئی ذکر ہے۔ اس کے مقابل پر جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ کلمہ صرف ایک ہی ہے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اگر کسی اور نبی کا بھی کلمہ ہوتا تو ان کی قومیں یاد رکھتیں۔ پس غیر احمدی علماء نے خواہ مخواہ متعدد کلمہ جات خود ہی گھڑ کر عوام میں پھیلا دیئے ہیں۔ اور الزام بطور بہتان عظیم جماعت احمدیہ پر لگا رہے ہیں۔ ع

وہ الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" (ازالہ اوہام)

پانچ ارکانِ اسلام

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بنی الاسلام علی خمس ... الخ یعنی اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ کلمہ شہادت نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ اور حج بیت اللہ شریف۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بناء رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کے کلام یعنی قرآن کو پنجہ

مارنے کا حکم ہے ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں۔ اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حسبنا کتاب اللہ ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت، جب قرآن اور حدیث میں پیدا ہو تو قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں" (ایام الصلح صفحہ ۸۶)

قرآن مجید

جماعت احمدیہ قرآن مجید کو ایک محفوظ عالمگیر، بے نظیر، مکمل و اکمل اور آخری کتاب اللہ یقین کرتی ہے جس نے تمام کتب سماوی کو منسوخ کر دیا اور خود نسخ سے پاک ہے۔ اس کے مقابل پر فیج اعوج کے دور میں جہاں غیر احمدی علماء نے قرآنی علوم میں بہت سی ٹھوکریں کھائیں وہاں قرآن کریم کی بعض آیات کو بھی منسوخ قرار دیا۔ بعض علماء نے دو صد۔ بعض نے پانصد اور بعض نے بیس آیات کو منسوخ قرار دیا۔ حالانکہ اس قسم کے عقاید رکھنے سے قرآن کریم کی تکذیب لازم آتی ہے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جو شخص اپنے نفس کے لئے خدا کے کسی حکم کو ٹالتا ہے وہ آسمان میں ہرگز داخل نہ ہوگا۔ سو تم کوشش کرو جو ایک نقطہ یا شعشہ قرآن شریف کا تم پر گواہی نہ دے تا تم اس کے لئے پکڑے نہ جاؤ۔" (کشتی نوح صفحہ ۲۲)

نیز فرمایا:۔

"علماء نے مساہلت کی راہ سے بعض احادیث کو بعض آیات قرآنی کا ناسخ قرار دیا ہے ... لیکن حق یہی ہے کہ حقیقی نسخ اور حقیقی زیادت قرآن پر جائز نہیں کیونکہ اس سے اس کی تکذیب لازم آتی ہے" (الحق لدھیانہ صفحہ ۹۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن کریم کے ساتھ بے پناہ عشق و محبت تھا۔ ایک مقام پر حضور فرماتے ہیں:۔

جی چاہتا ہے
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

حدیث شریف

دورِ حاضرہ کے فتنوں میں سے اہل حدیث کہلانے والے اور چکڑالویوں نے بھی افراط و تفریط کی راہ اختیار کرتے ہوئے اپنے رنگ میں عظیم فتنے برپا کئے۔ اہل حدیث کے ایک طبقہ نے حدیث کو قرآن پر قاضی قرار دیا اور چکڑالویوں نے حدیث کی افادیت سے ہی انکار کر دیا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان دونوں فرقوں کو متنبہ کرتے ہوئے نہایت حکیمانہ اور متوازن حل پیش کیا۔ حضور فرماتے ہیں:۔

الف۔ "ایک اور غلطی اکثر مسلمانوں کے درمیان ہے کہ وہ حدیث کو قرآن کریم پر مقدم کرتے ہیں حالانکہ یہ ایک غلط بات ہے۔ قرآن شریف ایک یقینی مرتبہ رکھتا ہے اور حدیث کا مرتبہ ظنی ہے۔ حدیث قاضی نہیں بلکہ قرآن اس پر قاضی ہے۔ ہاں حدیث قرآن شریف کی تشریح ہے۔ اس کو اپنے مرتبہ پر رکھنا چاہیئے۔ حدیث کو اس حد تک ماننا ضروری ہے کہ قرآن شریف کے مخالف نہ پڑے اور اس کے مطابق ہو۔ لیکن اگر اس کے مخالف پڑے تو وہ حدیث نہیں بلکہ مردود قول ہے" (الحکم ۱۷ جون ۱۹۰۲ء)

ب۔ "ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ اگر کوئی حدیث مخالف قرآن اور سنت نہ ہو تو خواہ کیسی ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اس پر وہ عمل کریں اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اس کو ترجیح دیں۔ اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سنت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کر لیں ...... لیکن ہوشیار رہیں کہ مولوی عبد اللہ چکڑالوی کی طرح بے وجہ احادیث سے انکار نہ کریں۔" (الحکم ۳۰ نومبر ۱۹۰۲ء)

جہاد

لفظ "جہاد" ایک شرعی اصطلاح ہے جس کے معنے کوشش و سعی کے ہیں۔ قرآن کریم اور احادیث سے تین طرح سے جہاد ثابت ہے

اوّل نفس کا جہاد۔ یعنی انسان اپنے نفس کی اصلاح و تہذیب و تزئین کے لئے اعلیٰ اخلاقی اور روحانی قوتیں پیدا کرنے کے لئے کوشش اور جد و جہد کرتا رہے۔ یہ جہاد ہر وقت جاری رہتا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جہادِ اکبر قرار دیا ہے۔ یعنی سب سے بڑا جہاد۔

دوم تبلیغ کا جہاد۔ یعنی قرآن کریم کی تعلیمات کو بالحکمت اور موعظہ حسنہ کے ذریعہ سے دوسروں تک پہنچانا اور اس کے لئے جانی اور مالی قربانیاں پیش کرنا۔ آج جماعت احمدیہ معجزانہ طور پر اس جہاد کو زمین کے کناروں تک جاری رکھے ہوئے ہے اور یہ جہاد بھی ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ اسے قرآن کریم میں جہادِ کبیر بیان کیا گیا ہے۔ وجاھدھم بہ جہاداً کبیراً۔ یعنی ان لوگوں کے ساتھ قرآن کریم کے ذریعہ جہاد کرو۔ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے اس سائنسی دور میں تمام دنیا کو چیلنج دے رکھا تھا کہ کسی بھی مروجہ علم کو لے کر قرآن کریم پر اعتراض کیا جائے تو اسی قرآن کریم سے اس کو جواب دیا جائے گا۔ لیکن ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

جماعت احمدیہ آج اسی حقیقت پر قائم ہے

سوم۔ جہادِ صغیر۔ یعنی چھوٹا جہاد جو تیسرے نمبر پر ہے جسے جہاد بالسیف یعنی تلوار کا جہاد کہتے ہیں۔ اور مراد جنگ ہے۔ دورِ حاضرہ کے غیر احمدی مسلمانوں نے ماقبل مذکورہ جہادِ اکبر اور جہادِ کبیر سے تو منہ موڑ رکھا ہے البتہ جماعت احمدیہ پر اعتراض کرنے کے لئے کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاد کو منسوخ کر دیا ہے اور اس سے مراد جہاد بالسیف ہوتا ہے حالانکہ جہاد بالسیف بعض شرائط سے وابستہ ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب تک مکہ میں تھے اس وقت تک شرائط نہیں پائی جاتی تھیں اس لئے مسلمانوں نے تلوار کا جواب تلوار سے نہ دیا۔ البتہ جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔ الگ حکومت قائم ہوئی اور پھر مشرکین مکہ نے مدینہ پر بھی حملے کرنا شروع کر دئے اور وہ حملے نوزائیدہ اسلام کو مٹا دینے کے لئے تھے۔ تب جہاد بالسیف کی شرائط پائی گئیں اور جہاد بالسیف کی اللہ تعالیٰ نے اجازت دیدی اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا۔ یعنی اب مظلوموں کو لڑنے کی اجازت دی جاتی ہے اور فرمایا وَقَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ یعنی مذہب کے نام پر فتنہ پیدا کرنے والوں سے اس وقت تک لڑو جب تک مذہب کا اختیار کرنا محض اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسلام کو مٹانے کے لئے تلوار اٹھائی گئی۔ اور اس کا جواب تلوار سے دیا گیا۔ اور جب ہمارے اس سائنسی اور علمی دور میں علمی موشگافیوں کے ذریعہ سے اسلام کو مٹانے کی کوشش کی گئی تو اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تا آپ اپنی ہتھیاروں سے کفر کا مقابلہ کریں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یضع الحرب کا یہی مطلب ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"دیکھو میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے۔ اور یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے۔ صحیح بخاری کی اس حدیث کو سوچو جہاں مسیح موعود کی تعریف میں لکھا ہے کہ یضع الحرب یعنی جب مسیح آئے گا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کر دیگا سو میں حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہیں وہ ان خیالات کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں۔ دلوں کو پاک کریں اور اپنے انسانی رحم کو ترقی دیں اور دردمندوں کے ہمدرد بنیں۔" (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد)

ختمِ نبوت

رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے قرآن کریم میں "خاتم النبیین" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک مقام پر فرماتے ہیں:-

"یاد رکھنا چاہیئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افترائے عظیم ہے۔ ہم جس قوت و یقین اور معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختم نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں" (ملفوظات احمدیہ)

مسئلہ ختم نبوت میں دو گروہوں نے بالبداہت افراط و تفریط کی راہ اختیار کی ہے۔ ایک گروہ بہائیت ہے جو اس کے یہ معنے کرتے ہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نیا یا پرانا تشریعی یا غیر تشریعی امتی یا غیر امتی کسی قسم کا نبی نہیں آ سکتا بلکہ نعوذ باللہ خدا آ سکتا ہے۔ وہ بہاء اللہ کو خدا یقین کرتے ہیں اور شریعت اسلامیہ کو منسوخ کر کے اسلام سے باہر چلے گئے ہیں دوسرا گروہ غیر مبائعین کا ہے جس نے ختم نبوت کے وہی معنے کئے ہیں جو بہائیوں نے کئے ہیں یعنی نہ عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ آنے والے ہیں اور نہ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی ہیں

جماعت احمدیہ اور غیر احمدی معروف فرقوں یعنی حنفی دیوبندی اہلحدیث شیعہ وغیرہ میں کوئی اصولی اختلاف نہیں ہے البتہ شخصیت کے تعیّن کا اختلاف ہے۔ غیر احمدی حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے قائل ہیں اور ساری جماعت حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو امتی نبی مانتی ہے گویا فریقین ایک نبی کی آمد کے قائل ہیں

قرآن کریم اور احادیث سے یہ امر بالبداہت ثابت ہے کہ جہاں قرآن کریم میں رسول کریم کے لئے خاتم النبیین اور حدیث میں لا نبی بعدی کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہاں رسول اللہ کے بعد اجرائے نبوت کو بھی بیان کرتے ہوئے ایک نبی کی آمد کی خبریں دی گئی ہیں مثلاً سورہ نساء میں رسول کریم کی اطاعت اور پیروی سے مشروط کر کے نبی، صدیق، شہید اور صالح کے روحانی مقامات کی بشارت امتیوں کے لئے دی گئی ہے فرمایا ومن یطع اللہ والرسول... الخ رکوع ۹

حضرت مسیح موعود کا دعویٰ بھی امتی نبی ہونے کا ہے جس کے معنے یہی ہیں کہ حضور کو مقام نبوت کا انعام محض رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اور کامل پیروی سے ملا ہے اس پُرعظمت حقیقت پر دورِ حاضرہ کے غیر احمدی علماء کو غور کرنا چاہیئے۔ یہ مسئلہ حیات و وفاتِ مسیح کے مسئلہ کو حل کرنے سے خود بخود حل ہو جاتا ہے۔ غیر احمدی علماء قانون قدرت اور حقیقت کے بالکل برعکس حیات مسیح کے قائل ہیں اور حد یہ کہ اس نبی اسرائیلی نبی کی آمد ثانی کو تسلیم کرتے ہوئے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ امت محمدیہ کی اصلاح کریں گے۔

جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو امتی نبی یقین کرتی ہے۔ حضورؑ کو یہ بلند ترین مقام محض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع سے حاصل ہوا۔ یہ عقیدہ ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔ بلکہ رسول اللہؐ کے ارفع مقام کو بڑھاتا ہے جب کہ غیر احمدی علماء کا عقیدہ غیر شعوری طور پر آنحضرت صلعم کے مقام کو نعوذ باللہ کم کرتا ہے

مسیح و مہدی

حضرت بانی جماعت احمدیہ کا دعویٰ مسیح اور مہدی ہونے کا ہے جس کا انتظار موجودہ دور کے مسلمان اور عیسائی کر رہے ہیں۔ عیسائیوں کے لئے تو اس قدر کہہ دینا کافی ہے کہ انجیل میں مسیح کی آمد کی پیشگوئی میں بتا دیا گیا ہے کہ "مبارک وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے" یعنی مسیح خود نہیں آئے گا بلکہ اس کے نام پر اس کا مثیل آئیگا

غیر احمدی علماء نے اس عقیدہ میں بھی بہت بڑی ٹھوکر کھائی ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آسمانی آمد کے قائل ہیں اور مہدی کی زمینی پیدائش اور دونوں کی ملاقات کے قائل ہیں۔ حالانکہ یہ ایک ہی مامور کے دو نام بعض پُرحکمت رموز و اسرار کی بناء پر رکھے گئے ہیں۔ اور خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا ہے کہ لا المھدی الا عیسیٰ کہ مسیح اور مہدی ایک ہی وجود ہیں

قرآن کریم اور احادیث نبوی میں اس مقام کی بہت بڑی اہمیت بیان کی گئی ہے جس کو نظر انداز کر کے اور اس سے پہلو تہی کر کے اور اس مقام کی مخالفت کر کے مخالفین نے اپنے لئے بڑی مشکلات پیدا کر لی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"بعض کا یہ خیال ہے کہ ہمیں کسی مسیح موعود کو ماننے کی ضرورت نہیں اور کہتے ہیں کہ گو ہم نے قبول کیا کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں لیکن جبکہ ہم مسلمان ہیں اور نماز پڑھتے اور روزہ رکھتے ہیں اور احکام اسلام کی پیروی کرتے ہیں تو پھر ہمیں کسی دوسرے کی ضرورت ہی کیا ہے۔؟ لیکن یاد رہے کہ اس خیال کے لوگ سخت غلطی پر ہیں اوّل تو وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کیونکر کر سکتے ہیں جبکہ وہ خدا اور رسول کے حکم کو نہیں مانتے حکم تو یہ تھا کہ جب وہ امام موعود ظاہر ہو تو تم بلا توقف اس کی طرف دوڑو اور اگر برف پر گھٹنوں کے بل بھی چلنا پڑے تب بھی اپنے تئیں اس تک پہنچاؤ۔ لیکن اس کے برخلاف اب لاپرواہی کی جاتی ہے۔ کیا یہی اسلام ہے؟ اور یہی مسلمانی ہے۔؟ اور نہ صرف اس قدر بلکہ سخت گالیاں دی جاتی ہیں اور کافر کہا جاتا ہے اور نام دجال رکھا جاتا ہے اور جو شخص مجھے دکھ دیتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ میں نے بڑے ثواب کا کام کیا۔ اور جو مجھے کاذب کہتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ میں نے خدا کو خوش کر دیا...... اگر وہ ذرا انصاف سے کام لیں اور اپنے اندرونی حالات پر نظر ڈالیں تو انہیں معلوم ہوگا کہ بغیر اس تازہ یقین کے جو خدا کے مرسلوں اور نبیوں کے ذریعہ سے آسمان سے نازل ہوتا ہے ان کی نمازیں صرف رسم اور عادت سے ہیں اور ان کے روزے صرف فاقہ کشی ہیں"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۲۵)

وحی و الہام

ہر مذہبی عقیدہ اس بنیاد پر قائم ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں سے کلام کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے مقدس نبیوں کو کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ لیکن آج سطح زمین پر پائے جانے والے تمام مذاہب کے پیرو بالفعل اس کا کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکتے بلکہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ پہلے تو اپنے پیارے بندوں سے کلام کرتا تھا اب نہیں کرتا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سکوت کو توڑا اور ببانگ دہل اپنے وجود کو پیش کیا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے بکثرت کلام کرتا ہے۔ قرآن کریم میں اس حقیقت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ لا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول یعنی اپنے غیب پر غلبہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں اور رسولوں کو ہی عطا کیا کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ بکثرت کلام کیا اور عظیم الشان علم غیب کی خبریں دیں۔ جن میں سے بے شمار پوری ہو چکی ہیں اور آئندہ ہوں گی۔ آپ فرماتے ہیں:-

"خدا کے الہام میں یہ ضروری ہے کہ جس طرح ایک دوست دوسرے سے مل کر باہم ہمکلام ہوتا ہے اسی طرح رب اور اس کے بندے میں ہمکلامی واقع ہو۔ اور جب یہ کسی امر میں سوال کرے تو اس کے جواب میں ایک کلام لذیذ فصیح خدا تعالیٰ کی طرف سے سنے جس میں اپنے نفس اور فکر اور غور کا کچھ دخل نہ ہو اور وہ مکالمہ اور مخاطبہ اس کے لئے موہبت ہو جائے تو وہ خدا کا کلام ہے۔ اور ایسا بندہ خدا کی جناب میں عزیز ہے مگر یہ درجہ کہ الہام بطور موہبت ہو...... یہ کسی کو نہیں ملتا بجز ان لوگوں کے جو ایمان اور اخلاص اور اعمال صالحہ میں ترقی کریں...... میں بنی نوع پر ظلم کروں گا اگر میں اس وقت ظاہر نہ کروں کہ وہ مقام جس کی میں نے یہ تعریفیں کی ہیں اور وہ مرتبہ مکالمہ اور مخاطبہ کا جس کی میں نے اس وقت تفصیل بیان کی وہ خدا کی عنایت نے مجھے عنایت فرمایا ہے تا میں اندھوں کو بینائی بخشوں اور ڈھونڈنے والوں کو اس گم گشتہ کا پتہ دوں اور سچائی قبول کرنے والوں کو اس پاک چشمہ کی خوشخبری سنا دوں جس کا تذکرہ بہتوں میں ہے اور پانے والے تھوڑے ہیں" (اسلامی اصول کی فلاسفی)

دُعاء

دعا ایک زبردست طاقت ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں الدعاء مخ العبادۃ یعنی دعا عبادت کا مغز ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی دعا کو بہت بڑی اہمیت دی ہے۔ اور فرمایا کہ جو کچھ ہوگا دعا سے ہی ہوگا۔

خاکسار راقم اپنے لئے اور اپنے اہل و عیال کی روحانی جسمانی ترقیات کی عاجزانہ درخواست دعا کے ساتھ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے دو مختصر مگر نہایت جامع اور پُرعظمت اقتباسات پر اپنے اس مضمون کو ختم کرتا ہے۔ فرمایا:-

ا۔ "چاہیئے کہ تمہارے ہر کام میں خواہ دین کا ہو خواہ دنیا کا۔ خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے لیکن نہ صرف خشک ہونٹوں سے بلکہ چاہیئے کہ تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ ہو کہ ہر ایک برکت آسمان سے ہی اترتی ہے۔ تم راستباز اس وقت ہو گے جب کہ تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر ایک کام کے وقت، ہر ایک مشکل کے وقت قبل اس کے کہ تم کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو کہ ہمیں یہ مشکل پیش ہے اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما۔ تب روح القدس تمہاری مدد کرے گی۔ اور غیب سے تمہارے لئے کوئی راہ کھولی جائے گی۔"

(کشتی نوح صفحہ ۷۴)

۲۔ "غرض دعا وہ اکسیر ہے جو ایک مشت خاک کو کیمیا کر دیتی ہے اور وہ ایک پانی ہے جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے۔ اس دعا کے ساتھ روح پگھلتی ہے اور پانی کی طرح بہہ کر آستانہ حضرت احدیت پر گرتی ہے... خدا کے حضور میں کھڑی بھی رہتی ہے اور رکوع بھی کرتی ہے اور سجدہ بھی کرتی ہے۔ اور اسی کی ظل وہ نماز ہے جو اسلام نے سکھائی ہے...... یہی نماز ہے جو خدا کو ملاتی ہے اور شریعت اسلامیہ میں اس کی تصویر معمولی نماز میں کھینچ کر دکھلائی ہے تا وہ جسمانی نماز روحانی نماز کی طرف محرک ہو۔"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۲۸)

مسیح موعودؑ اور عشق رسولؐ

باصدق محمدؐ عربی ہے یا احمدؑ ہندی کی ہے وفا
باقی تو پرانے قصے ہیں زندہ ہیں یہی افسانے دو

از عزیز مولوی عبدالرشید صاحب ضیاء متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

صد یار گزر گئیے!

کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا ملہ کے تحت عرب کے صحراؤں میں رہنے والے بادیہ نشینوں اور امیوں میں اپنا ایک محبوب بندہ مبعوث کیا وہ محبوب بندہ تمام بنی نوع انسان کے لئے رحمت کا باعث بنا اور اس کا پیغام تمام مخلوق الٰہی کے لئے ہدایت۔ جیسا کہ فرمایا قُلْ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا... یعنی اے رسول کہدے کہ میں تمام بنی نوع کے لئے رسول بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی بعثت کے بعد قیامت تک کے لئے یہ قرار دیا کہ اب کوئی شخص خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو، بغیر آپؐ کی متابعت اور پیروی کے انعاماتِ الٰہیہ سے حصہ نہیں پا سکتا۔ منعم علیہ گروہ میں شامل ہونے کے لئے آپؐ کی اطاعت لازمی ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

"ومن یطع اللہ ورسولہ
فاولٰئک مع الذین انعم اللہ
علیھم من النبیین والصدیقین
والشھداء والصالحین"

یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی پیروی اور پوری اطاعت کریں گے۔ اور وہ کامل علم کا ذریعہ جس سے تمام شکوک و شبہات دور ہو جاتے ہیں۔ اور جس سے عرفانِ الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ یعنی انعام مکالمہ و مخاطبۂ الٰہیہ وہ صرف آنحضرتؐ کے متبعین کو ہی حاصل ہوگا اسی طرح ایک اور مقام پر آنحضرت صلعم کی زبان مبارک سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ... یعنی اے اللہ تعالیٰ سے عشق و محبت کا دعویٰ کرنے والو! اگر تم اپنے دعویٰ میں صادق ہو، اور تمہارے دلوں میں اس ازلی محبوب سے ملنے کی تڑپ ہے تو آؤ میری پیروی کرو! میں تمہیں محبوب سے ملا دوں گا۔ اور اس وصل و تقرب کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا۔ چنانچہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے آپؐ کی کامل متابعت سے ظلی نبوت اور امتی نبی ہونے کا درجہ فنا فی الرسول ہونے کے بعد ہی پایا۔

حضرت مسیح موعودؑ اپنے مطاع و آقا سید الاولین والآخرین، محبوب رب العالمین سے بے انتہا عشق و محبت رکھتے تھے اور یہ حقیقی محبت تھی۔ آپؑ کا یہ عقیدہ تھا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں واحد و منفرد ہے۔ اسی طرح اس کے حبیب خاتم النبیین بھی اپنے کمالات اور اپنی صفات کے لحاظ سے تمام بنی نوع انسان میں یکتا اور منفرد ہیں۔ نہ آپؐ سے پہلے آپؐ کے مقام رفیع تک کوئی پہنچ سکا اور نہ آپؐ کے بعد قیامت تک پہنچ سکے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی محبت کے بعد آپؑ کو سب سے زیادہ محبت آپؐ سے تھی۔ اور آپؑ کے اخلاق میں اس کی جھلک نمایاں تھی۔ چنانچہ آپ اپنی کتاب ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں:۔

؎ بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم
ہر تار و پودِ من سرائید بعشق او
از خود تہی و از غم آں دلستان پرم

یعنی میں خدا کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں مخمور ہوں اگر کفر اسی جذبہ کا نام ہے تو بخدا میں سب سے بڑا کافر ہوں میرے ہر تار و پود میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق سرایت کر گیا ہے۔ اگرچہ میں بذات خود تہی دامن ہوں تاہم اس دلستان کے غم سے میرا دامن استعداد پر ہے۔

جب ایک وجود سے محبت کرنے والے بہت سے لوگ ہوں تو سب سے زیادہ محبت کرنے والے کا باقی محبت کرنے والوں سے سبقت لے جانا فطری امر ہے۔ اس جذبۂ محبت کی ترجمانی فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں

منکہ می بینم رخِ آں دلبرے
جاں فشانم گر دہد دل دیگرے

یعنی اس دلبر کا چہرہ میں دیکھ رہا ہوں۔ اگر کوئی اسے دل دے تو میں جان دینے کے لئے تیار ہوں۔ پھر فرماتے ہیں:۔

؎ منکہ رہ بردم بخوبی ہائے بے پایاں تو
جاں گدازم بہر تو گر دیگرے شد خونگذار

یعنی میں تو اے میرے محبوب آقا تیری بے انتہا خوبیوں سے آگاہ ہو چکا ہوں۔ اگر دوسرا تیرا خون گذار ہے تو میں تیرے لئے جان قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔

ان اشعار میں آپ نے اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ میرے محبوب سے جو محبت رکھنے والے ہیں۔ ان میں سے کوئی مجھ سے سبقت نہیں لے جا سکتا

محبوب کے لئے محب کے دل میں غیرت کا جذبہ موجود ہونا بھی ایک فطری امر ہی ہے۔ اور اسی وفور محبت کی وجہ سے حضرت اقدس مسیح موعود کو اپنے محبوب کی عزت و عظمت کے خلاف ایک لفظ سننا بھی گوارا نہیں تھا۔ اس سے آپ کو ناقابل برداشت ذہنی تکلیف اور قلبی اذیت پہنچتی تھی۔ چنانچہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کور چشم اور دریدہ دہن پادریوں کی ہرزہ سرائیوں کا ذکر کرتے ہوئے اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں تحریر فرماتے ہیں

اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی و دلی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں۔ ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور ہمیں بڑی ذلت سے جان سے مارتے اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کر لیتے تو واللہ ثم واللہ ہمیں رنج نہ ہوتا۔ اور اس قدر کبھی دل نہ دکھتا جو ان گالیوں اور توہین سے جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گئی دکھا

(صفحہ)

ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ ایک سفر کے دوران میں لاہور کے اسٹیشن پر ٹہل قدمی فرما رہے تھے تو پنڈت لیکھرام آپ کا علم پا کر آپ کی ملاقات کے لئے آئے اور قریب آ کر سلام کیا مگر حضرت مسیح موعود نے اس سلام کا جواب نہیں دیا جس پر پنڈت لیکھرام نے یہ سمجھا کہ شاید آپ نے سنا نہیں۔ اس لئے پنڈت لیکھرام نے دوسری طرف سے ہو کر سلام کیا۔ مگر آپ پھر بھی خاموش رہے۔ اس پر ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضور پنڈت لیکھرام سلام کہتے ہیں آپ نے فرمایا

"ہمارے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کہتا ہے"

اس ایک واقعہ سے اس بے نظیر محبت اور بے نظیر غیرت کا ثبوت ملتا ہے۔ جو آنحضرت صلعم کے متعلق آپ کے دل میں تھی۔ مگر اس واقعہ سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ آپ کسی مخالف اسلام کے ساتھ ملاقات نہیں فرماتے تھے۔ بلکہ غیر مسلموں کے ساتھ آپ کے اچھے تعلقات تھے اور ہمیشہ ان کے ساتھ بڑے اخلاق کے ساتھ ملتے تھے۔ لیکن جب پنڈت لیکھرام نے اسلام کی مخالفت کو انتہا تک پہنچا دیا اور آنحضرت صلعم کے خلاف بدزبانی سے کام لیا تو آپ کی غیرت نے اس بات کو قبول نہ کیا کہ ان حالات میں ایسے شخص کے ساتھ تعلق رکھیں

پھر کامل محبت کی حقیقت یہ ہے کہ جو شخص کسی سے کامل محبت کرتا ہے وہ اس کے انداز اور اس کے طور و طریق اور اس کے عادات و اخلاق میں رنگین ہو جاتا ہے۔ اور جسقدر زیادہ محبت ہوتی ہے عاشق اپنے معشوق کی طرف کھنچا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اس کا پرتو بن جاتا ہے۔ اور جب یہ حالت و کیفیت ہو جاتی ہے۔ تو عاشق اور معشوق کے سامنے سے دوری کا پردہ اٹھ جاتا ہے جیسا کہ ایک بزرگ نے کہا ہے:۔

من تو شدم تو من شدی
من تن شدم تو جان شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں
من دیگرم تو دیگری!

کیونکہ کمال محبت کا مقتضاء یہی ہوتا ہے کہ عاشق اپنے معشوق کے رنگ میں رنگین ہو کر آپس میں متحد ہو جائے چنانچہ شیخ عبد القادر جیلانی اپنے

(باقی صفحہ ۱۵ پر دیکھئے)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی بعثت اور عالم اسلام

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن دہلی

اُمّتِ موسویہ میں آج سے دو ہزار سال قبل جب حضرت مسیح علیہ السلام کا ظہور ہوا تو علماء یہود آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے۔ اور ایڑی چوٹی کا زور لگا کر یہ ثابت کرنا چاہا کہ حضرت مسیح خدا تعالےٰ کا برگزیدہ انسان نہیں بلکہ نعوذ باللہ جھوٹا، ملعون اور راندۂ درگاہ ہے۔ ہر چند کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی صداقت کے لئے اَن گنت دلائل اور کئی ایک معجزات و نشانات دکھائے لیکن علماء یہود لَنْ نُؤْمِنَ لَکَ کا نعرہ ہی بلند کرتے رہے۔ اور کہتے رہے کہ اس مسیح کی آمد سے امتِ موسویہ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔

آج پھر جب امتِ محمدیہ میں خدا کا ایک برگزیدہ انسان سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام مثیلِ مسیح بن کر اصلاحِ خلق کے لئے مامور ہوا تو دنیا نے آپ کی مخالفت میں بھی علماء یہود کا سا نظارہ دیکھا۔ اس زمانہ کے مسلمان علماء نے بھی سچ مچ یہودیت کا لبادہ اوڑھ کر حقائق سے آنکھیں بند کر کے اس مامورِ ربانی کی مخالفت کی اور بالکل وہی کردار ادا کیا جو علماء یہود نے حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے ادا کیا تھا۔

چند روز ہوئے جماعت اسلامی کے روزنامہ "دعوت" میں ایک کتاب "قادیانیت" کا اشتہار شائع ہوا۔ اس خیال سے کہ شاید اس کتاب میں کوئی مدلل بات تحریر کی گئی ہو اس کتاب کا مطالعہ کیا۔ لیکن کتاب کے مطالعہ پر از حد کوفت ہوئی کیونکہ وہی پرانے اعتراضات اس میں بھی جمع کئے گئے تھے جو سالہا سال سے علمائے اسلام جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام پر کرتے رہے ہیں اور جن کے جوابات سے جماعت احمدیہ کا لٹریچر بھرا پڑا ہے۔

اس کتاب کے آخری باب میں کتاب کے مصنف جناب ابوالحسن صاحب ندوی نے یہ تاثر پیدا کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ مرزا صاحب کی آمد سے عالم اسلام کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔

آج ہم نہایت ہی اختصار سے اس امر کا جائزہ لیں گے کہ حضرت مرزا صاحب کی بعثت سے عالم اسلام کو کیا فائدہ پہنچا۔

یہ ایک مسلّم حقیقت ہے کہ تیرھویں صدی کے آخر میں مسلمان انتہائی زوال کی حالت میں سے گزر رہے تھے۔ ان کے دلوں سے اسلام رخصت ہو چکا تھا اور ہر طرف سے یہ آواز آ رہی تھی کہ

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

نیز یہ کہ

ہاتھ بے زور ہیں الحاد سے دل خوگر ہیں
اُمّتی باعثِ رسوائی پیغمبر ہیں

اور اس پر مزید مصیبت یہ تھی کہ اسلام پر چاروں طرف سے دشمنوں نے لگاتار حملے شروع کر دیئے ان حملہ آور دشمنوں میں عیسائی اوّل نمبر پر تھے جنہوں نے اسلام پر علمی اور فلسفیانہ رنگ میں حملے کئے اور مسلمانوں میں الحاد و بے دینی کا فلسفہ پھیلایا۔ چنانچہ کتاب "قادیانیت" کے مصنف کو بھی اعتراف ہے کہ

"اس زمانہ میں یورپ نے عالم اسلام پر بالعموم اور ہندوستان پر بالخصوص یورش کی تھی اور اس کے جلو میں جو نظام تعلیم تھا وہ خدا پرستی اور خدا شناسی کی روح سے عاری تھا۔ جو تہذیب تھی وہ الحاد اور نفس پرستی سے معمور تھی۔ عالم اسلام ایمان و علم اور مادی طاقت میں کمزور ہونے کی وجہ سے اس نوخیز اور مسلح مغربی طاقت کا بآسانی سے شکار ہو گیا۔"

(قادیانیت صفحہ ۲۱۶)

چنانچہ عین اس وقت جبکہ اسلام کسمپرسی کی حالت میں تھا اور علمائے اسلام دشمن کے حملوں کی تاب نہ لا کر اسلام کو خیر باد کہہ کر عیسائیت کا شکار ہو رہے تھے اور عیسائی اپنی فتح کی خوشی میں نعرے لگا رہے تھے سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام اسلام کے ایک جلیل جرنیل کے روپ میں ظاہر ہوئے اور فرمایا

لقد ارسلت من ربّ کریم
رحیم عند طوفان الضلال

یعنی اس گمراہی کے طوفان کے وقت میں رب کریم اور رحیم کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ آپ نے پوری جرأت اور ہمت کے ساتھ فتنہ عیسائیت کا مقابلہ شروع کیا اور ساتھ ہی اللہ تعالےٰ سے دعائیں کیں اور اللہ تعالےٰ سے خبر پا کر مسلمانوں کو تسلی دی اور بتایا کہ

"آجکل تمام مذاہب کے لوگ جوش میں ہیں۔ عیسائی کہتے ہیں کہ اب ساری دنیا میں مذہب عیسوی پھیل جائے گا ..... مگر یہ سب جھوٹ کہتے ہیں خدا تعالےٰ کے ان میں سے کسی کے ساتھ نہیں۔ اب دنیا میں اسلام کا مذہب پھیلے گا اور باقی سب مذاہب اس کے مقابل ذلیل اور حقیر ہو جائیں گے"

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۳۴۳)

مغربی علوم اور فلسفے سے جو لوگ حد درجہ متاثر تھے ان کو بتایا کہ اسلام کے مقابلہ میں مغربی علوم ہرگز نہیں ٹھہر سکتے اور پیشگوئی فرمائی کہ آپ کے علم کلام سے تمام ادیان پر اسلام کو فتح ہوگی۔ انشاء اللہ۔ چنانچہ فرمایا:-

"اس زمانہ میں جو مذہب اور علم کی نہایت سرگرمی سے لڑائی ہو رہی ہے اس کو دیکھ کر اور علم کے مذہب پر حملے دیکھ کر بے دل نہیں ہونا چاہیئے کہ اب کیا کریں۔ یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے۔ جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہو گا۔ اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زوردار حملے کریں۔ کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آئیں۔ مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے۔ میں شکرِ نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے۔ جس علم کی رو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفہ جدیدہ کے حملوں سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علوم مخالفہ کی جہالتیں ثابت کر دے گا۔ اسلام کی سلطنت کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں ہے جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہی ہیں اور میں تو دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان نمودار ہیں۔ یہ اقبال روحانی ہے اور فتح بھی روحانی۔ تا باطل علم کی مخالفانہ طاقتوں کو الٰہی طاقت ایسا ضعیف کر دے کہ کالعدم کر دیوے۔"

(آئینہ کمالات اسلام)

اور یہ عظیم الشان پیشگوئی فرمائی کہ:-

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آ چکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔"

(فتح اسلام)

ایک طرف آپ نے اللہ تعالےٰ سے خبر پا کر عالم اسلام کو اسلام کے غلبہ کی [illegible] خوشخبری دی اور دوسری طرف اسلام کے دفاع کا کام بھی پوری ہمت سے شروع کیا۔ اور بدلائل عیسائیت کے اہم ستونوں پر گولہ باری کی اور فتنہ صلیب کو دلائل قاطعہ اور براہینِ ساطعہ سے پاش پاش کر دیا۔ اور عیسائیت کی تردید اور کسرِ صلیب کے لئے ایک کاری حربہ قرآن مجید کی روشنی میں مسلمانوں کو دیا جو یہ تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام دیگر انبیائے کرام کی طرح فوت ہو چکے ہیں۔ آپ نے وصیت فرمائی کہ مسلمان اس حربہ کو عیسائیوں کے مقابلہ پر استعمال کر کے عیسائیت کی صف کو لپیٹ دیں۔ چنانچہ آپ اپنی معرکۃ الآرا تصنیف ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں:-

"اے میرے دوستو! اب میری ایک آخری وصیت کو سنو اور ایک راز کی بات کہتا ہوں اس کو خوب یاد رکھو کہ تم اپنے ان تمام مناظرات کا جو عیسائیوں سے تمہیں پیش آتے ہیں پہلو بدل دو اور عیسائیوں پر یہ ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کے لئے فوت ہو چکا ہے۔ یہی ایک بحث ہے جس میں فتحیاب ہونے سے تم عیسائی مذہب کی روئے زمین سے صف لپیٹ دو گے۔ تمہیں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ دوسرے لمبے لمبے جھگڑوں میں اپنے اوقاتِ عزیز کو ضائع کرو۔ صرف مسیح ابن مریم کی وفات پر زور دو اور پُر زور دلائل سے عیسائیوں کو لاجواب اور ساکت کر دو۔ جب تم مسیح کا مُردوں میں داخل ہونا ثابت کر دو گے تو اس دن تم سمجھ لو کہ آج عیسائی مذہب دنیا سے رخصت ہوا۔ یقیناً سمجھو کہ جب تک ان کا خدا فوت نہ ہو ان کا مذہب بھی فوت نہیں ہو سکتا۔ اور دوسری تمام بحثیں ان کے ساتھ عبث ہیں۔ ان کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ ہے کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ اس ستون کو پاش پاش کرو۔ پھر نظر اٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دنیا میں کہاں ہے۔ چونکہ خدا تعالےٰ بھی چاہتا ہے کہ اس ستون کو ریزہ ریزہ کرے اور یورپ و ایشیا میں توحید کی ہوا چلا دے اس لئے اس نے مجھے بھیجا اور میرے

پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابنِ مریم فوت ہو چکا۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۲۳۲ مطبوعہ بار پنجم)

حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے کسرِ صلیب کے لئے اس اہم نظریہ کو سامنے رکھیں اور پھر سید ابوالحسن صاحب ندوی کی اس عبارت کا مطالعہ کریں:۔

"ایک ایسے نازک وقت میں عالمِ اسلام کے نازک ترین مقام ہندوستان میں جو ذہنی و سیاسی کشمکش کا خاص میدان بنا ہوا تھا مرزا غلام احمد صاحب اپنی دعوت اور تحریک کے ساتھ سامنے آتے ہیں وہ عالمِ اسلام کے حقیقی مسائل و مشکلات اور وقت کے اصلاحی تقاضوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی تمام ذہنی صلاحیتیں، علم و قلم کی طاقت ایک ہی موضوع اور مسئلہ پر مرکوز کر دیتے ہیں وہ مسئلہ کیا ہے۔ وفاتِ مسیح اور مسیح موعود کا دعویٰ"

(قادیانیت صفحہ ۱۲۲)

ہم اوپر کی سطور میں بالتفصیل اس امر کا جائزہ لے چکے ہیں کہ عیسائیت کے زبردست حملوں کو روکنے کے لئے جن سے مسلمان درجہ مرعوب ہو چکے تھے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کا مسئلہ ہی سب سے بڑی اہمیت رکھتا تھا۔ اور یہی ایک مسئلہ تھا جو پادریوں کے منہ میں لگام دے سکتا تھا۔ اور حق یہی ہے کہ اسی ایک مسئلے کے ذریعہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام نے دشمنوں پر غلبہ حاصل کیا۔ اور پادریوں کو شکستِ فاش دی۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

بفضلک انا قد غلبنا علی العدیٰ

بفضلک قد کسر الصلیب المبطر

ترجمہ۔ اے خدا تیری ہی مہربانی سے ہم نے دشمنوں پر غلبہ پایا ہے اور تیری ہی نصرت سے مغرور صلیب توڑ دی گئی ہے۔

چنانچہ اس امر کا اعتراف کہ اس حربہ سے حضرت مرزا صاحب نے پادریوں کو شکست دی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی جیسے علماء نے ان الفاظ میں کیا ہے:۔

"اس زمانہ میں پادری لیفرائے پادریوں کی ایک بہت بڑی جماعت لے کر اور حلف اٹھا کر ولایت سے چلا کہ تھوڑے عرصہ میں تمام ہندوستان کو عیسائی بنا لوں گا۔ ولایت کے انگریزوں سے بہت بڑی مدد اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا۔ اسلام کی سیرت و احکام پر اس کا جو حملہ ہوا تو وہ ناکام ثابت ہوا کیونکہ احکامِ اسلام و سیرتِ رسول اور احکامِ انبیاء بنی اسرائیل اور ان کی سیرت جن پر اس کا ایمان تھا یکساں تھے۔ پس الزامی و نقلی و عقلی جوابوں سے ہار گیا۔ مگر حضرت عیسیٰ کے آسمان پر بجسم خاکی زندہ موجود ہونے اور دوسرے انبیاء کے زمین میں مدفون ہونے کا حملہ عوام کے لئے اس کے خیال میں کارگر ثابت ہوا۔ تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہو گئے۔ اور لیفرائے اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰ جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح فوت ہو کر زمین میں دفن ہو چکے ہیں اور جس عیسیٰ کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں۔ پس اگر تم سعادت مند ہو مجھ کو قبول کر لو۔ اس ترکیب سے اس نے لیفرائے کو اس قدر تنگ کیا کہ اس کو اپنا پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا۔ اور اس ترکیب سے اس نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک پادریوں کو شکست دے دی۔"

(دیباچہ قرآن کریم مترجمہ اصلی عکسی شائع کردہ تاج آفس بمبئی صفحہ ۳۰ دیباچہ تفسیر القرآن از مولانا اشرف علی تھانوی صفحہ ۲۰)

پس حق تو یہ ہے کہ اس وقت عالمِ اسلام کے سامنے عظیم الشان فتنہ عیسائیت کا تھا اور اس فتنہ کے استیصال کے لئے یہ ایک خدائی حربہ تھا جو سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو دیا گیا اسی ایک مسئلہ کی بناء پر عیسائی پادری سیدنا حضرت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کر رہے تھے اور عیسائیت کو اسلام پر ایک گونہ فوقیت دے رہے تھے۔

حضرت مرزا صاحب کی بعثت سے ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوا کہ حالات کا رُخ پلٹ گیا۔ پہلے وہ وقت تھا کہ عیسائی پادری مسلمانوں کو دبا رہے تھے۔ مسلمان آگے آگے بھاگ رہے تھے عیسائی پادری ان کا تعاقب کر رہے تھے مسلمان علماء عیسائی ہو رہے تھے۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کی آمد کے بعد پادری آگے آگے بھاگنے لگے اور حضرت مرزا صاحب اور آپ کے متبعین ان کا تعاقب کرنے لگے۔ اور عیسائی جگہ جگہ ذلیل ہونے لگے۔ کاسرِ صلیب نے کیا ہی خوب فرمایا

فسبحان من بالنصرۃ دینہ

واخزی النصاریٰ فضلہ المتکثر

وہ پاک ہے جس نے اپنے دین کی نصرت کے لئے مقابلہ کیا اور اس کے بڑے فضل نے نصاریٰ کو ذلیل کیا۔

حضرت مرزا صاحب کے اس عظیم الشان کارنامہ کی بناء پر مولانا ابوالکلام صاحب آزاد نے آپ کی وفات پر اخبار وکیل امرتسر میں آپ کو اسلام کا فتح نصیب جرنیل قرار دیا اور لکھا

"مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے۔ ایسے شخص جن سے مذہبی و عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے یہ نازشِ فرزندانِ تاریخ بہت کم منظرِ عام پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔ مرزا صاحب کی اس رفعت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو، ہاں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا ہے کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ مخالفینِ اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات سے وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے۔۔۔۔ مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ میں ان سے ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی کے محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے اس لئے کہ وہ وقت ہرگز لوحِ قلب سے نسیاً منسیاً نہیں ہو سکتا جبکہ اسلام مخالفینِ اسلام کی یورشوں میں گھر چکا تھا اور مسلمان جو حافظِ حقیقی کی طرف سے عالمِ اسباب و وسائط میں حفاظت کا واسطہ ہو کر اس کی حفاظت پر مامور تھے اپنے قصوروں کی پاداش میں پڑے سسک رہے تھے۔ اور اسلام کے لئے کچھ نہ کرتے تھے یا نہ کر سکتے تھے۔ ایک طرف حملوں کے امتداد کی یہ حالت تھی کہ ساری مسیحی دنیا اسلام کی شمعِ عرفانِ حقیقی کو سرِ راہِ منزل سمجھ کر مٹا دینا چاہتی تھی اور عقل و دولت کی زبردست طاقتیں اس حملہ کی پشت گری کے لئے ٹوٹ پڑی تھیں اور دوسری طرف ضعف اور مدافعت کا یہ عالم تھا کہ توپوں کے مقابلہ پر تیر بھی نہ تھے اور حملہ اور مدافعت دونوں کا قطعی وجود ہی نہ تھا۔۔۔ کہ مسلمانوں کی طرف سے وہ مدافعت شروع ہوئی جس کا ایک حصہ مرزا صاحب کو حاصل ہوا۔ اس مدافعت نے عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دیئے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے۔ بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا۔"

(اخبار وکیل امرتسر)

حضرت مرزا صاحب کی وفات کے بعد بھی اس مدافعت اور اسلام کی اشاعت کا کام ختم نہیں ہوا بلکہ آپ کی قائم کردہ جماعت احمدیہ اس کام کو تن من اور دھن کے ساتھ سرانجام دے رہی ہے اور اب امام جماعت احمدیہ کی زیرِ نگرانی باہر کے ملکوں میں جا کر عیسائی پادریوں کے زہریلے پروپیگنڈا کا تریاق مہیا کیا جا رہا ہے اور اسلام و قرآن مجید کی خوبیاں لوگوں کے سامنے پیش کی جا رہی ہیں۔ بعض ممالک جہاں یہ خیال تھا کہ وہاں عیسائیت پھیل جائے گی اب وہاں اسلام کے لئے راستہ ہموار ہو رہا ہے۔ بالخصوص افریقہ کے ممالک میں عیسائیت نے دم توڑنا شروع کر دیا ہے۔ اور یہ توقع کہ افریقہ میں عیسائیت پھیل جائے گی ناامیدی سے تبدیل ہو گئی ہے چنانچہ پروفیسر ایس جی ولیم جو یونیورسٹی کالج غانا کے پروفیسر ہیں اپنی کتاب Christ or Mohammad میں لکھتے ہیں:۔

"غانا کے شمالی حصہ میں رومن کیتھولک کے سوا عیسائیت کے تمام اہم فرقوں نے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے پیرؤوں کے لئے میدان خالی کر دیا ہے۔ اشانٹی اور گولڈ کوسٹ کے جنوبی حصہ میں عیسائیت آجکل ترقی کر رہی ہے لیکن جنوب کے بعض حصوں میں خصوصاً ساحل کے ساتھ ساتھ احمدیہ جماعت کو عظیم الشان فتوحات حاصل ہو رہی ہیں۔ یہ خوشکن توقع کہ گولڈ کوسٹ جلد ہی عیسائی بن جائے گا اب معرضِ خطر میں ہے اور یہ خطرہ ہمارے خیال کی وسعتوں سے کہیں زیادہ ہے کیونکہ تعلیم یافتہ نوجوانوں کی ایک خاصی تعداد احمدیت کی طرف کھنچی چلی جا رہی ہے۔"

عیسائیت کے اہم مرکز یورپ میں منظم رنگ میں تبلیغ اسلام کا کام شروع ہے جگہ جگہ مسجدیں تعمیر کی جا رہی ہیں۔ یورپ کے متعدد ممالک میں جماعت کے کئی ایک مشن قائم ہو چکے ہیں۔ اور وہاں اشاعتِ اسلام کے نتیجہ میں ایک بہت بڑی تبدیلی یہ پیدا ہوئی ہے کہ مستشرقین جو ہمیشہ اسلام کے خلاف زہریلی تحریرات شائع کیا کرتے تھے اب اسلام پر ہمدردانہ غور کرنے لگے ہیں اور اسلام کے بارہ میں اب ان کی تحریرات میں بھی ہمدردی کا رنگ پیدا ہو گیا ہے۔

لنڈن کے ایک رسالہ The British Colonies Review نے لکھا ہے

"اسلام کی روز افزوں ترقی کا کوئی مقابلہ نہیں کیا جا سکتا اور یہ بات کچھ بعید نہیں کہ عیسائی اور کچھ مشرک علاقے بالآخر

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

تقریر برجلسہ سالانہ

قسط دوم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں

حالات حاضرہ کے متعلق

از مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

جنگِ عظیم

سامعین کرام! حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے عالمگیر تباہی کی خبر دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ:-

"اے یورپ! تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں"

حضورؑ نے اس تباہی کی مزید تفصیل اپنے اشعار میں یوں بیان فرمائی ہے کہ ؎

یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائینگے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار
اک جھپک میں یہ زمیں ہو جائیگی زیر و زبر
نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آبِ رودبار
رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگِ یاسمن
صبح کر دے گی انہیں مثلِ درختانِ چنار
ہوش اڑ جائینگے انساں کے پرندوں کے حواس
بھولیں گے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار
ہر مسافر پر وہ ساعت سخت ہے اور وہ گھڑی
راہ کو بھولیں گے ہو کر مست و بیخود راہوار
خون سے مُردوں کے کوہستان کے آبِ رواں
سُرخ ہو جائینگے جیسے ہو شرابِ انجبار
مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جن و انس
زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار
اک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربانی نشاں
آسماں حملے کرے گا کھینچ کر اپنی کٹار

حضور علیہ السلام نے اس پیشگوئی کو شائع کرتے ہوئے یہ نوٹ بھی دیا کہ

"ممکن ہے کہ یہ معمولی زلزلہ نہ ہو بلکہ کوئی اور شدید آفت ہو جو قیامت کا نظارہ دکھلاوے جس کی نظیر کبھی اس زمانے نے نہ دیکھی ہو اور جانوروں اور عمارتوں پر سخت تباہی آئے"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۲۰)

اس کے علاوہ آپؑ کو الہام ہُوا کہ

"کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں"

پہلی جنگِ عظیم

چنانچہ پیشگوئی کے مطابق ۱۹۱۴ء میں پہلی جنگِ عظیم بھیانک اور غیر متوقع طور پر شروع ہوئی اور ساری دنیا میں جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے۔ اس آفت ناگہانی سے بیسیوں پہاڑیاں گولہ باری اور سرنگوں کے لگانے سے بالکل مٹ گئیں اور بہت سے شہر برباد ہو گئے۔ کھیتوں اور باغوں کا جو نقصان ہُوا وہ اندازے سے باہر ہے۔ اور بعض دفعہ اس کثرت سے خونریزی ہوئی کہ نالیوں کے پانی فی الواقعہ میلوں تک سُرخ ہو جاتے تھے۔ اور ہر سرحد پر اس قدر جنگ ہوئی کہ کہہ سکتے ہیں کہ خون کی نالیاں بہہ پڑیں۔ بری اور بحری فوجوں کی نقل و حرکت کے سبب مسافروں پر وہ گھڑی سخت ہو گئی اور الہام

"کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں"

کے مطابق اس جنگ میں ڈسٹرائرز آبدوز کشتیاں اس قدر استعمال کی گئیں کہ اس سے قبل کبھی استعمال نہیں کی گئی تھیں۔

اس پیشگوئی کا سب سے نمایاں اور عبرتناک حصہ زارِ روس کے متعلق تھا کہ اس کی حالت زار ہوگی جس وقت یہ پیشگوئی کی گئی تھی اس وقت کے حالات ان الفاظ کے پورا ہونے کے یکسر مخالف تھے۔ لیکن ؎

جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

چنانچہ ۱۲؍ مارچ ۱۹۱۷ء کی صبح سے شام تک ایک ہی دن میں اتنا بڑا انقلاب ہو گیا کہ دنیا کا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ اختیار رکھنے والا بادشاہ جو اپنے آپ کو زار کہتا تھا یعنی کسی کی حکومت نہ ماننے والا اور سب پر حکومت کرنے والا۔ وہ حکومت سے بے دخل ہو کر اپنی رعایا کے ماتحت ہو گیا۔ اور پھر ۷؍ نومبر کو جب روس میں بولشویک پارٹی نے اقتدار حاصل کر لیا تو زار کی وہ حالت شروع ہوئی جسے سن کر ایک سنگدل سے سنگدل انسان بھی لرزہ براندام ہو جاتا ہے ذہنی اذیتوں اور کھانے پینے میں تنگی کے علاوہ اس کے بیمار بچے کو اس کے اور اس کی بیوی کے سامنے بیدردی سے مارا جاتا تھا۔ تکلیف دہی کے نت نئے طریقے ایجاد کئے جاتے۔ آخر ایک دن زارینہ کو سامنے کھڑا کر کے اس کی نوجوان لڑکیوں کی جبراً عصمت دری کی گئی۔ اور جب زارینہ اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیتی تو اسے سنگینیں مار مار کر اُدھر دیکھنے پر مجبور کیا جاتا۔ اس قسم کی بیشمار سخت ترین اذیتیں سہتا ہوا زارِ روس ۱۶؍ جولائی ۱۹۱۸ء کو مع اپنے خاندان کے بڑی بیدردی کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔ اور خدا کے نبی کی بات پوری ہوئی کہ

"زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار"

دوسری جنگِ عظیم

پھر اسی پیشگوئی کے مطابق دوسری جنگِ عظیم (۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۵ء) میں بھی دنیا نے قیامت کا نظارہ دیکھا جس کی انتہائی بھیانک اور عبرتناک مثال موجودہ دور میں اٹامک بم (Atomic Bomb) پیش کرتا ہے۔ جزائر کے رہنے والوں خصوصاً انگلستان اور جاپان پر بموں اور ایٹم بموں سے جو تباہی برپا ہوئی بیان سے باہر ہے۔ ہیروشیما اور ناگاساکی دونوں شہروں کے نام تباہی کی انتہا کے لئے آج ایک محاورہ بن گئے ہیں۔ اس ہولناک جنگ کی تباہی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ساڑھے چار کروڑ نفوس اس جنگ کی تباہ کاریوں کا شکار ہو کر ہلاک ہوئے۔ جو ہندوستان کے اوسط درجہ کے تقریباً دو صوبوں کی مجموعی آبادی کے برابر ہے۔ الغرض دوسری جنگِ عظیم نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر مہر لگا دی ہے۔

حضرات! ضمناً یہاں یہ بیان کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو یہ بھی بتایا ہے کہ

"وہ چمک دکھلاوے گا اپنے نشاں کی پنج بار"

پہلی اور دوسری جنگِ عظیم میں دنیا نے دو چمکیں دیکھی ہیں اور اب دنیا ایک اور ہولناک تباہی کے کنارے کھڑی ہے۔ ایٹم بم، ہائیڈروجن بم وغیرہ تیار کئے جا رہے ہیں۔ میزائیل وغیرہ سے بڑی طاقتیں اپنے آپ کو لیس کر رہی ہیں۔ اور دوسری طرف عالمی امن کے قیام کا بھی دم بھرا جاتا ہے۔ بہرحال آئندہ آنے والا ایک ایک پل نازک سے نازک ترین صورت اختیار کرتا چلا جا رہا ہے۔ اسی ہولناک آنے والی تباہی سے متنبہ کرتے ہوئے ہمارے موجودہ امام نے ۱۹۶۷ء میں دورۂ یورپ فرماتے ہوئے اہلِ یورپ کو ہوشیار کیا تھا کہ:-

"رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ نشانیوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقوال سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ تیس سال کے اندر دنیا میں ایک زبردست تباہی آنے والی ہے، اور اس تباہی میں صرف وہی لوگ محفوظ رہ سکیں گے جن کا اپنے خالق سے صحیح تعلق ہوگا اور اس تباہی کے بعد کیا روس اور کیا امریکہ بلکہ ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے گا"

حضور نے مزید فرمایا:-

"شاید آپ اسے ایک افسانہ سمجھیں مگر وہ جو اس تیسری عالمگیر تباہی سے بچ نکلیں گے اور زندہ رہیں گے وہ دیکھیں گے کہ یہ خدا کی باتیں ہیں اور اس قادر و توانا کی باتیں ہمیشہ پوری ہوتی ہیں۔ کوئی طاقت انہیں روک نہیں سکتی۔"

اہلِ قادیان کی نسبت ایک کشف

جنگوں کا جب ذکر چل پڑا ہے تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان و پاکستان کی موجودہ جنگ سے پیدا شدہ بعض ابتلاؤں کا بھی ذکر کیا جائے جن کے بارے میں حضور علیہ السلام کے کشف میں واضح اشارات موجود ہیں۔ جنگیں ہمیشہ امن و سلامتی برباد کرتی ہیں جس کے نتیجہ میں جانی مالی اور اقتصادی ہر قسم کا نقصان ہوتا ہے اور خصوصاً سرحدی علاقوں میں دہشت اور خوف و ہراس پھیل جاتا ہے۔ یہی صورتِ حال حالیہ ہند پاک جنگ کی وجہ سے پیدا ہوئی اور خاص طور پر قادیان کے احمدیوں پر ایک سخت ابتلاء اور اضطراب کی گھڑی آئی، جب یہ معلوم ہُوا کہ احمدیوں کی حفاظت کی خاطر ہمارے ضلع کے حکام درویشانِ قادیان کو باہر کسی کیمپ میں منتقل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ خبر سُن کر محلہ احمدیہ کے ہر مرد عورت بڑے بوڑھوں اور بچوں پر گویا ایک بجلی سی گری اور ہر ایک دم بخود اور دعاگو تھا۔ کیونکہ جس مقدس مرکز اور اس کے مقاماتِ مقدسہ کی آبادی و خدمت کی خاطر انہوں نے اپنی جانوں اور رشتہ داروں اور عزیزوں تک کی کوئی پرواہ نہیں، اس مرکز کو خالی کرنے کیلئے دیگر الفاظ میں دنیا ان کے لئے بے موت مر جانے کے مترادف تھا۔ چنانچہ ہمارے بزرگان نے اس سلسلہ میں حکامِ ضلع سے رابطہ قائم کیا۔ اور نظارت امورِ عامہ کی کوشش سے ضلع کے حکام حسبِ وعدہ محلہ احمدیہ میں تشریف لائے۔ سارے ایریا کا اچھی طرح معائنہ کیا اور پھر مہمان خانہ کے ایک کمرے میں چند منٹ کی پرائیویٹ میٹنگ کے بعد جناب سردار راجندر سنگھ صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے یہ فیصلہ فرمایا کہ "احمدیوں کو محلہ احمدیہ سے کسی دوسری جگہ منتقل نہیں کیا جائے گا بلکہ وہ بدستور اپنے گھروں میں رہیں گے۔ البتہ ہم جماعت احمدیہ ہی کی حفاظت کے نقطۂ نگاہ سے پہرہ کا کچھ انتظام کر دیں گے اور ایک ویلفیئر آفیسر کو بھی بھجوا دیں گے تا وہ آپ لوگوں کی کسی مشکل کے وقت آپ کی مدد کرے"

ان تمام واقعات کو ذہن میں رکھتے ہوئے جب ہم حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کا وہ کشف جو ۱۰؍ فروری ۱۹۰۶ء کو آپؑ نے دیکھا پڑھتے ہیں تو ہمیں ایک عجیب روحانی سرور محسوس ہوتا ہے۔ کہ کس طرح عالم الغیب خدا نے آئندہ پیش آنے والی صورتِ حال کا نقشہ ۶۲ سال قبل اپنے برگزیدہ بندے پر واضح کر دیا۔ جو آپؑ کے منجانب اللہ اور صادق ہونے پر ایک بیّن دلیل ہے۔ حضور فرماتے ہیں:-

"دیکھا کہ ایک جماعت کثیر میرے پاس

کھڑی ہے۔ ایک حاکم آیا اور اُس نے کھڑے ہو کر کہا کہ کیوں اس جماعت کو منتشر نہ کیا جاوے؟ میں نے کہا کہ اس جماعت میں کوئی مخالفت نہیں صرف تعلیم پاتے ہیں۔ پھر اس حاکم نے کہ گویا وہ ایک فرشتہ تھا آسمان کی طرف منہ کر کے ایک دو باتیں کیں جو سمجھ میں نہیں آئیں۔ پھر اس نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ سلام اور چلا گیا۔"

(تذکرہ صفحہ ۵۰۹)

اس کشف کے پورا ہونے پر جہاں ہم اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر بجالاتے ہیں وہاں اپنے ضلع کے حکام اور خاص طور پر جناب سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ کا بھی شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ انہوں نے ہمارے ساتھ نہایت محبت بھرا اور ہمدردانہ سلوک کر کے ہمیں ایک بڑے ابتلاء سے نکال لیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

مخالفین کی ناکامی اور آپ کی کامیابی

حضرات! اللہ تعالیٰ کے مامورین کے ساتھ قدیم سے یہ سنت چلی آرہی ہے کہ ان کی شدید مخالفت کی جاتی ہے۔ اور مخالفت بھی ان کی طرف سے کی جاتی ہے جن کو دنیوی اعتبار سے بلند پوزیشن حاصل ہوتی ہے لیکن یہ بھی ایک مسلّم حقیقت ہے کہ ایسے مخالفین باوجود اثر و رسوخ کے ناکام ہوتے چلے آئے ہیں۔ بعینہٖ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے مخالفین کا بھی یہی حشر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً خبر دی تھی کہ

اِنِّیْ مُہِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِہَانَتَکَ و
اِنِّیْ مُعِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِعَانَتَکَ

یعنی میں اس کی اعانت کروں گا جو تیری اعانت کا ارادہ کرے گا۔ اور میں اس کو ذلیل و رسوا کر دوں گا جو تیری اہانت کا ارادہ کرے گا۔

چنانچہ مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی سے لے کر موجودہ زمانہ کے مخالف علماء تک کی کاوشیں ہمارے سامنے ہیں کہ کس طرح انہوں نے احمدیت کے ننھے پودے کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کی لیکن آخر کار ان کی تمام زوردار تحریکیں سمندر کے جھاگ کی مانند ختم ہو گئیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی اس ناکامی کے بارے میں بڑی تحدی کے ساتھ فرمایا تھا کہ:-

"اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کیلئے دعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعا نہیں سنے گا اور نہیں رکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کر لے"

(اربعین نمبر ۳ صفحہ ۱۶)

ایک طرف مخالفین کی ناکامی اور دوسری طرف حضور کی کامیابی اور جماعت کی ترقی سے متعلق بشارت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا:-

"تیری ذرّیت منقطع نہ ہو گی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا۔ اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ میں تجھے اٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلاؤں گا۔ پر تیرا نام صفحۂ زمین سے کبھی نہیں اٹھے گا ...... میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔ اور ان میں کثرت بخشوں گا ...
... اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"

(تذکرہ صفحہ ۱۴۵)

یہ سب باتیں کس قدر وضاحت سے پوری ہوئیں اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ آج جماعتِ احمدیہ کو بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے اس نے اکنافِ عالم میں اپنے مشنوں کا جال پھیلا دیا ہے۔ غیر ممالک میں اس وقت سو اسو سے زاید مبلغین کام کر رہے ہیں۔ ۷۵ سکول اور کالج قائم ہیں تقریباً تین صد مساجد کا قیام ہوا اور چودہ غیر ملکی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم اور دیگر اسلامی لٹریچر شائع کیا گیا۔

پس جماعت احمدیہ کو آج جو انٹرنیشنل پوزیشن حاصل ہے وہ ببانگِ دہل اس بات کا اعلان کر رہی ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اپنی جماعت کی ترقی اور مخالفین کی ناکامی کے بارہ میں جو پیشگوئیاں فرمائی تھیں وہ نہایت وضاحت سے پوری ہوتی چلی جا رہی ہیں جس کا اقرار کرنے پر مخالفین و معاندین بھی مجبور ہیں چنانچہ اس بات کے پیش نظر پیچ و تاب کھاتے ہوئے جماعت احمدیہ کے ایک کٹر مخالف مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف مدیر المنبر لائلپور اس تلخ نوائی پر مجبور ہوئے ہیں کہ:-

"ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا۔ لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا ان میں سے اکثر تقویٰ، تعلق باللہ، دیانت، خلوص اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے سید نذیر حسین صاحب دہلوی۔ مولانا انور شاہ صاحب دیوبندی۔ مولانا قاضی سید سلیمان منصور پوری۔ مولانا محمد حسین بٹالوی۔ مولانا عبدالجبار غزنوی۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری اور دوسرے اکابر رحمہم اللہ وغفر لہم کے بارے میں ہمارا حسنِ ظن یہی ہے کہ یہ بزرگ قادیانیت کی مخالفت میں مخلص تھے۔ اور ان کا اثر و رسوخ اتنا زیادہ تھا کہ مسلمانوں میں کم ایسے اشخاص ہوئے ہیں جو ان کے ہم پایہ ہوں۔ ...... لیکن ہم اس کے باوجود اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام تر کاوشوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے"

(المنبر لائلپور ۲۳ فروری ۱۹۵۶ء)

مسیحی رسالہ تھیا جبلپور اپنی اشاعت اکتوبر ۱۹۶۵ء صفحہ ۳۵ پر رقمطراز ہے:-

"اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ (حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ - ناقل) اپنی زندگی میں ہر مکتبِ فکر کے علماؤں کی شدید مخالفت کے باوجود اپنے مقصد میں کامیاب رہے اور اپنے پیچھے ایک بڑی فعّال و جاں نثار جماعت دنیا میں چھوڑ گئے"

(بحوالہ الفرقان ربوہ مارچ ۱۹۶۶ء صفحہ ۹)

حضرات! جیسا کہ میں نے ابتدا میں قرآن مجید کی آیت تلاوت کی تھی کہ خدا تعالیٰ ہی عالم الغیب ہستی ہے اور وہ غیب کی خبریں صرف اپنے رسول پر ہی ظاہر کرتا ہے۔ اس کے مطابق حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی ان پیشگوئیوں کا پورا ہونا جو اخبارِ غیبیہ پر مشتمل تھیں اور جن کے صرف چند نمونے آپ کے سامنے پیش کئے گئے یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کے سچے اور برگزیدہ رسول ہیں۔ اور آپ کی صداقت دنیا پر ثابت کرنے کیلئے خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت آپ کے شاملِ حال ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو نہ آپ کی پیشگوئیاں حرف بحرف پوری ہوتیں اور نہ ہی آپ کامیاب و کامران ہو سکتے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

یہ اگر انساں کا ہوتا کاروبار اے ناقصاں
ایسے کاذب کیلئے کافی تھا وہ پروردگار
کچھ نہ تھی حاجت تمہاری نے تمہارے مکر کی
خود مجھے نابود کرتا وہ جہاں کا شہریار
پاک و برتر ہے وہ جھوٹوں کا نہیں ہوتا نصیر
ورنہ اٹھ جائے اماں اور سچے ہو دیں شرمسار
ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

احمدیت کا مستقبل

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:-

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام دنیا میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا۔ یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلا آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا۔ اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہو گا۔"

(تجلیاتِ الٰہیہ صفحہ ۲۲-۲۳)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی بعثت

(بقیہ صفحہ ۱۲)

اسلام کے سمندر میں غرق ہو جائیں گے۔

اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق تمام قومیں توحید پر جمع ہوں گی جیسا کہ آپ نے فرمایا:-

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔"

(الوصیت)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے عالم اسلام کو یہ غیر معمولی فائدہ پہنچا کہ آپ کے ذریعہ مدافعتِ اسلام کا حق ادا ہوا۔ اور غلبۂ اسلام کے لئے مضبوط بنیاد رکھی گئی۔ اور ہمیں یہ یقین ہے کہ آئندہ اسلام کا روحانی غلبہ رابطۂ عالم اسلامی۔ مجلس مؤتمر عالمی اسلامی جماعت اسلامی، جمعیۃ العلماء یا اخوان المسلمین ایسی جماعتوں کے ذریعہ نہیں ہو گا بلکہ مامورِ وقت کی قائم کردہ جماعت یعنی

جماعت احمدیہ

کے ذریعہ ہو گا۔ انشاء اللہ

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٭

مسیح موعودؑ اور عشقِ رسولؐ (بقیہ صفحہ ۱۰)

اپنے متعلق فرماتے ہیں ھذا وجود جدّی صلی اللہ علیہ وسلم لا وجود عبد القادر۔ (مناقب تاج الاولیاء ص۳۵)

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کو اپنے محبوب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی عشق اور محبت کی وجہ سے مقام اتحاد حاصل تھا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

بسکہ من در عشقِ او ہستم نہاں
من ہمانم، من ہمانم، من ہمانم
احمد اندر جانِ احمد شد پدید
اسم من گردید آں اسمِ وحید
(ضمیمہ سراجِ منیر)

یعنی از بسکہ مَیں اس کے عشق میں غائب ہوں مَیں وہی ہوں۔ میں وہی ہوں۔ مَیں وہی ہوں۔ احمد کی جان کے اندر احمد ظاہر ہو گیا اس لئے میرا نام وہی نام ہو گیا جو اس لاثانی انسان کا نام ہے۔

عاشقِ صادق اور محبِّ کامل اپنے محبوب میں فنا ہو کر وہ زندگی پاتا ہے جو محبوب کو حاصل ہوتی ہے۔ اور ایسے فنا فی المحبوب کی محبت دائم و پائیدار ہوتی اور موت و فنا سے آزاد ہو جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اپنے محبوب آقا سے ایسی ہی غیر فانی محبت تھی جو حضورؑ کے اس شعر سے واضح ہوتی ہے ؎

اِنِّیْ اَمُوْتُ وَلَا تَمُوْتُ مَحَبَّتِیْ
یُدْرٰی بِذِکْرِکَ فِی التُّرَابِ نِدَائِیْ

یعنی اے میرے محبوب! اگرچہ مَیں وفات پا جاؤں گا لیکن میری محبت ہمیشہ زندہ رہے گی۔ اور اس پر کبھی موت وارد نہ ہوگی۔ اور جب زمین میں پڑے ہوئے لوگوں کی آوازیں سنائی دیں گی تو میری آواز تیرے ذکر سے شناخت کی جائیگی۔

اسی طرح اپنی ایک عربی نظم میں آپؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں ؎

مِنْ ذِکْرِ وَجْھِکَ یَا حَدِیْقَۃَ بَھْجَتِیْ
لَمْ اَخْلُ فِیْ لَحْظٍ وَّلَا فِیْ آنٖ

جِسْمِیْ یَطِیْرُ اِلَیْکَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا
یَا لَیْتَ کَانَتْ قُوَّۃُ الطَّیَرَانٖ

پہلے شعر میں اس مشہور مثل "مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ" کہ انسان کو جس چیز کی محبت ہو اس کا ذکر بکثرت کرتا ہے۔ کی کیفیت کو ظاہر کیا گیا ہے۔ اور دوسرے شعر میں اپنی شدّتِ محبت کا اظہار فرمایا ہے۔ یعنی میرا جسم شوقِ غالب کی وجہ سے تیری طرف اُڑنا چاہتا ہے۔ کاش! مجھ میں قوتِ پرواز ہوتی۔

اِن اشعار میں جس محبت اور عشق کا جذبہ جھلک رہا ہے وہ کسی تبصرہ کا محتاج نہیں کاش ہم احمدی نوجوان اس محبت کی چنگاری سے اپنے دِلوں کو گرمانے کی کوشش کریں۔ اور کاش! ہمارے غیر احمدی بھائی اس عظیم الشان انسان کی قدر پہچانیں جس کے متعلق ہم سب کے آقا اور سردار حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔

یُدْفَنُ مَعِیْ فِیْ قَبْرِیْ (مشکوٰۃ)

یعنی آنے والے مسیح کو میری روح کے ساتھ ایسی گہری مناسبت اور ایسا شدید لگاؤ ہو گا کہ اس کی رُوح وفات کے بعد میری رُوح کے ساتھ رکھی جائے گی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیسے دِلکش الفاظ میں فرماتے ہیں کہ:۔

"اَب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی رُوحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم رُوح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔" (تریاق القلوب)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

ذکرِ حبیب علیہ السلام بقیہ صفحہ ۶

حضورؑ کے قریب جا بیٹھتا۔ اگر وہاں جگہ تنگ ہوتی تو حضور خود ایک طرف کو کھسک کر بیٹھ جاتے۔ اور اس کو جگہ دے دیتے۔ دُنیا کے عرف کے لحاظ سے یہ شخص اپنی قوم یا شہر میں کوئی امتیاز نہیں رکھتا تھا۔ لیکن حضور نے اس کے اس فعل کو کبھی ناپسند نہیں فرمایا۔ بعض دفعہ نہایت غریب شخص کو جس کے کپڑے دریدہ تھے اپنے پاس بٹھا کر ایک ہی پیالہ میں کھانا کھاتے تھے۔

(اصحاب احمد جلد چہارم طبع دوم صفحہ ۹۳ وغیرہ)

ہوشیار پور میں ایک رئیس نے اپنے لڑکے کی شادی پر حضور کو بھی دعوت پر بُلایا۔ عام رائج طریق کے مطابق رئیسوں کے لئے الگ بیٹھنے کا انتظام تھا۔ اور اُن کے خدام کے لئے الگ۔ کھانے کے وقت رؤسا کے ساتھ ان کے نوکروں کا شریکِ طعام ہونا ہتک سمجھا جاتا تھا۔ لیکن حضور نے اپنے دونوں خدام کو اپنے ساتھ بٹھایا۔ (سیرۃ حضرت مسیح موعودؑ)

حکیم مفتی فضل الرحمن صاحبؓ اس علاقہ میں ایک معالج کے طور پر مشہور و معروف تھے۔ اور اُن کے ہاتھ میں شفا تھی۔ جن دنوں کا ایک واقعہ بیان کرنے لگا ہوں، وہ جوان تھے۔ گورداسپور سے ایک خط لے کر حضور کی خدمت میں قادیان میں حاضر ہوئے۔

آپ بیان کرتے ہیں کہ گرمی کا موسم تھا اور مَیں سخت دھوپ میں آیا تھا۔ اور رات کو بھی سو نہ سکا تھا۔ حضور میرے لئے شربت لینے تشریف لے گئے۔ گرمی اور کوفت کی وجہ سے مَیں اونگھ گیا۔ اور وہیں لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت کے ہاتھ میں پنکھا ہے۔ مَیں اُٹھ بیٹھا اور بہت ہی شرمندہ ہُوا۔ فرمایا تھکے ہوئے تھے سو جاؤ: اچھا ہے۔ مَیں نے عذر کی اور شربت پی کر گھر چلا آیا۔

(سیرۃ مسیح موعودؑ حصہ سوم ص۳۱۲)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ اپنی تالیف سیرۃ مسیح موعودؑ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضورؑ کے گھر سے قادیان سے باہر گئے ہوئے تھے۔ موسم گرما تھا۔ مَیں حضورؑ کے مکان میں دوپہر کو ایک چارپائی پر لیٹ گیا۔ جاگا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور میری چارپائی کے نیچے لیٹے ہوئے ہیں۔ مَیں ادب سے گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ آپ نے بڑی محبت سے پوچھا۔ آپ کیوں اٹھے ہیں۔ عرض کیا ایسی صورت میں مَیں کیسے سوئے رہوں۔ مُسکرا کر فرمایا مَیں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا۔ لڑکے شور کرتے تھے۔ انہیں روکتا تھا کہ آپ کی نیند میں خلل نہ آوے۔

(باقی آئندہ)

جلسہ ہائے یوم مصلح موعودؓ

بدر کے گزشتہ شماروں میں جلسہ ہائے یوم مصلح موعود کے ضمن میں مختلف جماعتوں کی رپورٹوں کا خلاصہ شائع ہو چکا تھا کہ ادارہ بدر کو جماعتِ احمدیہ چارکوٹ (پونچھ)۔ جماعت احمدیہ یادگیر (میسور)۔ جماعتِ احمدیہ پینکال (اڑیسہ)۔ جماعت احمدیہ آسنور (کشمیر) اور جماعت احمدیہ کالابن کوٹلی (پونچھ) کی جانب سے مزید رپورٹیں موصول ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ ان جماعتوں کے اخلاص و قربانی میں فراوانی عطا فرمائے آمین۔ (ایڈیٹر بدر)

تفسیر صغیر کا نیا ایڈیشن

تیار ہو کر قادیان پہنچ چکا ہے جن دوستوں کو ضرورت ہو وہ نظارت سے رجوع کریں۔ ہدیہ اٹھارہ روپے اور ڈاک خرچ مع پیکنگ چار روپے ہے۔ ہر احمدی ضرور خریدے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

یہ مت خیال فرمائیے

کہ آپ کو اپنی کار یا ٹرک کے لئے اپنے شہر سے کوئی پرزہ نہیں مل سکا تو وہ پرزہ نایاب ہو چکا ہے۔ آپ فوری طور پر ہمیں لکھیئے یا فون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ ہم سے رابطہ پیدا کیجئے۔ کار اور ٹرک پیٹرول سے چلنے والے ہوں یا ڈیزل سے ہمارے ہاں ہر قسم کے پرزے دستیاب ہو سکتے ہیں۔

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگولین کلکتہ نمبر ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

23—1652
23—5222 } فون نمبر } "Autocentre" تار کا پتہ

دورہ انسپکٹر تحریک جدید

جماعت ہائے احمدیہ بہار۔ اڑیسہ اور یو پی کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم قریشی محمد شفیع صاحب عابد انسپکٹر تحریک جدید مورخہ ۱۵ امان (مارچ) سے مالی دورہ پر روانہ ہو رہے ہیں امید ہے جماعتیں انہیں ہر ممکن تعاون دے کر عنداللہ ماجور ہوں گی۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

۲۲ امان (مارچ) ۔ یوم مسیح موعودؑ

جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مورخہ ۲۲ امان ۱۳۵۱ ہش (۲۲ مارچ ۱۹۷۲ء) بروز بدھ یوم مسیح موعود علیہ السلام منایا جا رہا ہے۔ لہذا بھارت کی تمام جماعتیں خواہ وہ تعداد کے اعتبار سے کتنی ہی قلیل تعداد میں ہوں اس دن کو پوری شان۔ اہتمام اور جماعتی روایات کے مطابق منائیں اور اس دن کی تقدیس سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

Regd. No. P. 67 Phone No. 35

The Weekly Bader Qadian

MASIH-I-MAUD NUMBER

وہ کام جس کے لئے خُدا نے مجھے مامُور فرمایا ہے یہ ہے کہ

وہ دینی سچائیاں جو دُنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں اُن کو دوبارہ ظاہر کروں

اور

وہ رُوحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھاؤں

کلماتِ طیبات سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام

"وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامُور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اُس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقعہ ہوگئی ہے اس کو دُور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں۔ اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دُنیا کی آنکھ سے مخفی ہوگئی ہیں اُن کو ظاہر کر دوں۔ اور وہ رُوحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھاؤں۔ اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دُعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض مقال سے اُن کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودہ لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اُس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔" (لیکچر اسلام صفحہ ۲۳)

خدا نے مجھے علم دیا ہے۔ "تا میں گمراہوں کو متنبہ کروں اور اُن کو جو تاریکی میں رہتے ہیں، روشنی میں لاؤں۔"

"خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تا میں اس خطرناک حالت کی اصلاح کروں اور لوگوں کو خالص توحید کی راہ بتاؤں چنانچہ میں نے سب کچھ بتا دیا اور نیز میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہوگئی ہیں۔ اور عالَمِ آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے۔ اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دُنیا اور دُنیا کی جاہ و مرتبت پر رکھتا ہے اور جیسا کہ اس کو بھروسہ دُنیاوی اسباب پر ہے یہ یقین اور بھروسہ ہرگز اس کو خدا تعالیٰ اور عالَمِ آخرت پر نہیں زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہے۔ حضرت مسیح نے اسی حالت میں یہود کو پایا تھا۔ اور جیسا کہ ضعفِ ایمان کا خاصہ ہے یہود کی اخلاقی حالت بھی بہت خراب ہو گئی تھی اور خدا کی محبت ٹھنڈی ہوگئی تھی۔ اب میرے زمانہ میں بھی یہی حالت ہے۔ سو میں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔ سو یہی افعال میرے وجود کی علّتِ غائی ہیں۔ مجھے بتلایا گیا ہے کہ پھر آسمان زمین سے نزدیک ہوگا، بعد اس کے کہ بہت دُور ہو گیا تھا۔ سو میں انہی باتوں کا مجدد ہوں۔ اور یہی کام ہیں جن کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔" (کتاب البریہ صفحہ ۲۵۳ تا ۲۵۶)